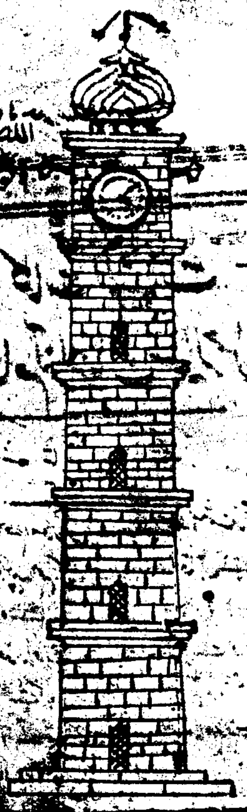
رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیان بینی
دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳ | ۲۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

بقیہ خط منظوم تائید پیغام بیعت

بقیہ اشعار اقبال

لمسئے یہ دل ہو میرے پہلو میں
تو یہ سمجھے کہ دہریا ہوں میں
اہل دل کو نگار سے مطلب
سب بزرگوں کی خاک پا ہوں میں
فیض اقبال ہے اسی در کا
بندہ شاہ لافتیٰ ہوں میں

حامد

عقدۂ عقل و دل کو مجھ سے پوچھ
اسکا حق سے گرہ کشا ہوں میں
گنج اسرار جس کا سینہ ہے
اُس کا اب روپ بنگیا ہوں میں
احمد مجتبیٰ کا ہوں میں غلام
لطف احمد سے مجتبیٰ ہوں میں
وحی قرآن پاک کی رو سے
عقل اور دل کو جانچتا ہوں میں
ایسی عقلوں کا اعتبار ہے کیا
جنکو گمراہ دیکھتا ہوں میں
حق کا شاہد ہمیں خدا کا کلام
تراؤ خا انکو جانتا ہوں میں
مجھکو بخشا گیا ہے پاک ادراک
وارث علم انبیا ہوں میں
عقل ہے بے رفیق درماندہ
وحی حق کا ثنا سرا ہوں میں
عقل کی کیا مجال ہے اس کے
یہ کہے اس غذا ربا ہوں میں
وید حق ہو نہ جس میں علم وہ کیا
ایسے علموں کو کیا سرا ہوں میں
چشمہ علم پاک ہے قرآں
وہ ہدیٰ تابع ہدیٰ ہوں میں
عقل کو جو کہ روشنی بخشے
اس کا دعویٰ ہے وہ ضیا ہوں میں
عقل چھوڑے تو رہنما ہے وہ
اُس سے اسوقت آشنا ہوں میں
اُس سے جو فیضیاب ہوں آکر
ایسی عقلوں کو ڈھونڈتا ہوں میں
ہوں مفسر علوم قرآں کا
مہبط وحی کبریا ہوں میں
رہبری راہ حق کی ہو جس سے
ہاں وہ مرد خجستہ پا ہوں میں
مجھکو کیا غم کوئی کرے تحقیر
مظہر شان ذوالعلیٰ ہوں میں
قطرۂ خون دل کو گم کر کے
راز ہستی کو پا گیا ہوں میں
جس کی دلکو تلاش رہتی ہے
اسکو آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
رحمت عالمین تھا جو دم
پھر اسی دم کو دیکھتا ہوں میں
جس اندھیرے سے دل ہوئے تاریک
اُس اندھیرے کا چاندنا ہوں میں
جن مظاہر سے نور حق ہو پدید
ان کے باطن کو دیکھتا ہوں میں
علم حق سے ہے معرفت حق سے
اے خدا جو خدا نما ہوں میں
علم جس کی ہے انتہا راحت
اب وہی علم دے رہا ہوں میں
جسکو حق نے کہا سراج منیر
بزم کا اُس کی اک دیا ہوں میں
دل احمد ہے عرش رب جلیل
عشق میں اُسکے تیں فنا ہوں میں
گلشن احمدی کی مجھ سے بہار
اُس کی کشتی کا ناخدا ہوں میں
میں زمان و مکاں سے ہوں آزاد
اُس کے دامن سے بندھ گیا ہوں میں
جب کھلے گی تجھے حقیقت دل
خود کو سمجھے گا دہریا ہوں میں

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب ان تمام امور کو یکجا کر کے دانشمند غور کرے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کیا وہ اس قابل ہے کہ سرسری نگاہ سے اسے رد کر دیا جاوے یا یہ کہ اس پر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے جو کچھ ہمارا دعوےٰ ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند اور خدا ترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنیوالے کی تلاش کرتے کیونکہ صدی کا سر آگیا تھا اور اب تو جبکہ بیس برس گذر گئے ہیں اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ موجودہ فساد اپنی جگہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص اسکی اصلاح کے لیے آنا چاہیئے۔ عیسائیت نے وہ آزادی و بدعقیدگی پھیلائی ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے بچوں پر جو اسکا اثر ہوا ہے اسے دیکھکر تو کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے نیچے ہی نہیں ہیں ساری باتوں کو چھوڑ دو۔ اس **صلیبی فتنہ** ہی کی اصلاح کے لیے جو شخص آئے گا اسکا نام کیا رکھا جاویگا؟ یہ فتنہ بالطبع اپنی اصلاح کرنیوالے کا نام **کاسر الصلیب** رکھتا ہے اور یہ **مسیح موعود** کا دوسرا نام ہے۔ قرآن اور حدیث نے مختلف طریقوں سے اس مضمون کو ادا کیا ہے اور آنیوالے موعود کی بشارت دی ہے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کیونکہ جب انسان ناقص طور پر سمجھتا ہے گویا کچھ نہیں سمجھتا۔ لیکن جب کامل غور اور فکر کے بعد ایک بات کو سمجھ لیتا ہے پھر مشکل ہوتا ہے کہ کوئی اسکو گمراہ کر سکے۔ اسلیے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس سوال کو حل کرنے کی خوب فکر کریں۔ معمولی اور چھوٹی سی بات نہ سمجھیں بلکہ یہ ایمان کا معاملہ جنت اور دوزخ کا سوال ہے میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کو جھوٹا ٹھیرا لیتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے باوجود وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** کے انکی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا؟ جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آیۃ استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کیطرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفا کا سلسلہ قائم کرے گا مگر اسنے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اسوقت تک کوئی خلیفہ اس اُمت میں نہیں؟ اور نہ صرف یہاں ہی بلکہ اسبات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لیے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اُمت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیۃ کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو **اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ** میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اسطرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جنکی تکذیب لازم آئیگی بلکہ میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ **الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا** پھر سوچو! کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے یہ میں از خود نہیں کہتا **خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی** اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسکی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے **اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ** بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالےٰ کی تصدیق ہوتی اور اسکی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اب کوئی اسسے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کیلیے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کسکی تکذیب کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے اسطرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا؟ اور پھر آپ نے جو **اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ** فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے اور آپنے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب ٹھیرے گا یا نہیں؟ پس پھر میں کھولکر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے بیدین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی مگر پہلے اپنی گمراہی اور روسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن اور حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لیے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا **میں قرآن اور حدیث کا مصدق و مصداق ہوں** میں گمراہ نہیں بلکہ **مہدی ہوں**۔ میں کافر نہیں بلکہ

انا اوّل المؤمنین

کا مصداق صحیح ہوں اور یہ جو کچھ میں کہتا ہوں **خدا نے مجھپر ظاہر کیا کہ یہ صحیح ہے** جسکو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اسکے لیے یہی حجت کافی ہے کہ میرے مُنہ سے سُنکر خاموش ہو جائے لیکن جو دلیر اور بیباک ہے اس کا کیا علاج! خدا خود اُسکو سمجھائے گا۔

اسلیے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کیلیے بیٹھیں اس امر پر غور کریں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ ہمارے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالےٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کیلیے خدا تعالےٰ کیطرف توجہ کرے تو ایک چلہ نہ گذرنے پائے گا کہ اسپر حق کھل جاویگا۔

مگر بہت ہی کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں۔

اور اسطرح اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کیوجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں۔ کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوۃ کے لیے بطور میخ کے ہے اسی پھر نبوۃ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے۔ اور اسطرح بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اسوقت ضروری ہے کہ خوب غور کر کے دیکھا جاوے کہ کیا عیسائی فتنہ نہیں ہے جو مِنْ کُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ کے مصداق ہو کر لاکھوں انسانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اور مختلف طریق اس نے اپنی اشاعت کے رکھے ہیں۔ اب وقت ہے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے کہ اس فتنہ کی اصلاح والے کا نام آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا ہے۔ صلیب کا زور تو دن بدن بڑھ رہا ہے اور ہر جگہ اسکی چھاونیاں قائم ہوتی جاتی ہیں۔ مختلف مشن قائم ہو کر دور و دراز ملکوں اور اقطاع عالم میں پھیلتے جاتے ہیں اس لیے اگر اور کوئی بھی ثبوت اور دلیل نہ ہوتی تب بھی طبعی طور پر ہمکو ماننا پڑتا کہ اسوقت ایک مصلح کی ضرورت ہے جو اس فساد کی آگ کو بجھائے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو صرف ضروریات محسوسہ مشہودہ تک ہی نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے رسول کی عظمت و عزۃ کے اظہار کے لیے بہت سی پیشگوئیاں پہلے سے اسوقت کیلئے مقرر رکھی ہوئی ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسوقت ایک آنیوالا **امر** ہے اور اسکا نام **مسیح موعود** اور اسکا کام **کسر صلیب** ہے۔ اب اس ترتیب کے ساتھ ہر ایک سلیم الفطرۃ کو اتنا تو ماننا پڑیگا کہ بجز اس تسلیم کے چارہ نہیں کہ کوئی **مرد آسمانی** آوے اور اسکا کام اسوقت **کسر صلیب** ہی ہونا چاہیے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہوگا اسکا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ **لکڑی کی صلیب کو توڑے گا**؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ لکڑی کی صلیب کو اگر توڑتا پھریگا تو یہ کوئی عظیم الشان کام نہیں اور نہ اس کا کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لکڑی کی صلیب کو توڑے گا تو اس کے بجائے سونے چاندی اور دھاتوں کی صلیبیں عیسائی بنا لیں گے۔ اور اس سے کیا نقصان ہوا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگوں اور صلاح الدین نے بہت سی صلیبیں توڑیں تو کیا وہ اس ایک امر سے مسیح موعود بن گئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

معلوم ہوا کہ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ لکڑی کی صلیب جو بعض عیسائیوں نے لٹکائی ہوتی ہے مسیح موعود توڑتا پھرے گا بلکہ اس کے اندر ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کی تائید میں حدیث کا ایک اور لفظ **يَضَعُ الْحَرْب** کا آیا ہے یعنی مسیح موعود لڑائیوں کو اٹھا دے گا۔ اب یہی کوئی سمجھائے کہ ایکطرف تو مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ وہ لڑائی کے سلسلہ کو یکدفعہ اٹھا دے اور دین کے لیے لڑائی کا نام لینا حرام سمجھا جاوے اور دوسری طرف یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمانہ امن کا زمانہ ہوگا اور سلطنت عادل سلطنت ہوگی جس سے اور بھی تقویت ہوتی ہے اس منشا کی کہ اسوقت لڑائیاں حرام ہوں گی۔ اچھا لڑائیاں ہونگی نہیں اور صلیب توڑنا مسیح موعود کا کام ہے پھر سوچو اور دیکھو کہ ہمارے اس دعوی کی تصدیق صاف طور پر ہوتی ہے یا نہیں کہ صلیب توڑنے سے یہ لکڑی یا پیتل وغیرہ کی صلیبیں (جو عیسائی تبرک کیطور پر گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں) توڑنا مراد نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ایک اور حقیقت کیطرف اشارہ کرتا ہے۔

اور **وہ وہی ہے جو ہم لیکر آئے ہیں**۔ ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اسوقت **جہاد حرام ہے** کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے **يَكْسِرُ الصَّلِيب** بھی اسیکا کام ہے اس کام کی رعایت سے ہمکو ضروری تھا کہ **جہاد کے حرام ہونیکا فتوی صادر** کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت **دین کے نام سے تلوار یا ہتھیار اٹھانا حرام اور سخت گناہ ہے** **ہمکو ان وحشی سرحدیوں پر** **افسوس آتا ہے کہ وہ آئے دن جہاد کے نام سے بعض وارداتیں کرتے ہیں جو دراصل اپنا پیٹ پالنے کے لیے کرتے ہیں** **اسلام کو بدنام کرتے ہیں** **اور اس میں خلل انداز ہوتے ہیں ایک سچے مسلمان کو ان وحشیوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہونی چاہیے**

تو پھر يَكْسِرُ الصَّلِيب کے کیا معنے ہیں؟ توجہ سے سننا چاہیے کہ مسیح موعود کی بعثت کا وقت غلبہ صلیب کے وقت ٹھیرایا گیا ہے اور وہ صلیب کو توڑنے کے لیے آئیگا تو اب مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطال کلی ہوگا۔ اور وہ حجت و براہین کے ساتھ جنکو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کر دینگے وہ صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کر کے دکھا دے گا۔ اور اس کا باطل ہونا دنیا پر روشن ہو جائے گا اور لاکھوں دلیں اعتراف کر لیں گی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لیے رحمت کا باعث نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ساری توجہ اس صلیب کیطرف لگی ہوئی ہے صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آ کر مرا تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے؟ اگر تعصب اور ضد نے بالکل ہی انسان کے دل کو تاریک اور اسکی عقل کو ناقابل فیصلہ نہ بنا دیا ہو تو ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تار و پود ادھڑ جاتا ہے۔ باقی آئندہ

حضرت اقدس کی بیانی و تحریری تقریریں

تفسیر آیت

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں یہود نے اتنی ظاہر پرستی کی کہ باطنی احکام کا کچھ لحاظ نہ کیا اور نصاریٰ نے اتنی باطن پرستی کی کہ ظاہری احکام کا کچھ لحاظ نہ رکھا اور احکام الٰہی کو جو چراغ اور حقیقت نما تھے فضول سمجھ کر ترک کر دیا اور ہر ایک کے باطنی معنی کر لئے اور سمجھ لیا کہ مسیح میں وہ سب پورے ہو گئے اس طرح گمراہ ہو گئے اور افراط تفریط میں پڑ گئے اور کلام مجید ان دونوں کو نقطہ اعتدال پر قائم کرتا ہے

سوال

اگر یوں کہیے کہ پہلے سے خدا نے کیوں نہیں ہر ایک کو اعتدال پر قائم کیا

جواب

اس کا یہ ہے کہ انسان میں دو خصلت افراط تفریط کی ضرور ہیں پروردگار نے چاہا کہ امتحان کر کے ان دونوں خصلتوں سے انسان کو بچا دے کیونکہ سوائے تحقق افراط تفریط کے تحقق اعتدال کا محال ہے کل مطالب شائستہ اور عمدہ تمام کتب سابق کہ واسطے تکمیل نفوس ناقصہ بشری کے ہیں سب کلام اللہ میں درج ہیں پس محال ہے کہ کلام ربانی میں تمام مواعظ ربانی اس اختصار اور خوش اسلوبی سے مندرج ہوویں کہ پہلی کتابوں میں اس کی نظیر پائی جاوے لیکن وہ مطلب جس کے حق و ناحق ہونے میں خود عیسائیوں اور یہودیوں کو نزاع ہے وہ بھی اسطرح پر لکھے ہیں کہ جس محل میں یہودی حق بجانب ہیں اس کی طرف اشارہ کر دیا اور جس محل میں نصاریٰ حق بجانب ہیں اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ جاننا چاہیے کہ مواعظ و وصیت کے ایک تو ازقسم حقائق ہیں جو کسی زمانہ کو کسی وقت میں اس کی کمی بیشی منظور ہے جیسے انجیل مرقس میں ساتواں باب ۱۵ آیۃ کوئی چیز جو باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے اسے ناپاک نہیں کر سکتی پر وے چیزیں جو اس میں سے نکلتی ہیں وے ہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ اندر آدمی کے دل سے برے خیال زناکاری حرام کاری خون چوری لالچ شرارت مکر سستی بدنظری کفر غرور بیوقوفی نکلتی ہے۔ حقیقت دوم جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے پر جو کوئی میرے اور انجیل کے لیے اپنی جان کھووے اسے بچاوے گا۔ دوسرے احکام و تہذیب اخلاق جو کمی بیشی قبول کر سکتے ہیں اور حسب استعداد ہو سکتے ہیں جیسے بعض قوم میں عذر غالب ہوتا ہے اور بعض قوم اور باشندوں ملک میں تہور اور دلاوری غالب ہوتی ہے اور بعض قوم اور باشندہ ملک میں ضعف غالب ہوتی ہے اور کتاب الہامی ہر ایک افراط و تفریط حسب حوال ان کے معالجہ کرتی ہے سو جاننا چاہیے کہ . . . یہودی صرف ظاہر پرستی اور دل بستگی ظاہری حکموں سے اس قدر رکھتے تھے کہ تزکیہ باطن کی طرف بالکل خیال نہیں تھا اور سوائے تسلیم احکام ظاہری مثل نہانا اور غسل کرنا اور بدن صاف رکھنا اقدام سب محارم کا کرتے تھے واسطے معالجہ اس قدر افراط کے جو ان کے دلوں پر غالب ہو گیا تھا تقاضا حکمت ربانی کا یہ ہوا کہ یک لخت تمام احکام ظاہری موقوف کیے گئے اور نہایت مبالغہ سے واسطے تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس کے توجہ دلائی گئی خلاصہ مضمون انجیل کا اسی قدر ہے اور ہر ایک وعظ و تعلیم اس کا اسی پر دلالت کرتا ہے پر فرقان مجید میں بدستور احکام حسب استعداد ان کے مقرر کیے گئے اور نمونے بھی بدستور مقرر کیے گئے کیونکہ نمونہ اصل سے لازم پڑا ہوا ہے کہ اصل کو یاد دلایا جاوے اور اصل کی محافظت سوائے نمونہ کے ممکن نہیں اور انجیل صرف واسطے تنبیہ کے تھی اس واسطے اس میں نہایت کوشش اور مبالغہ سے باطن کی طرف توجہ دلائی گئی اور ظاہری نمونے بالکل ساقط کیے گئے الا یہ دونوں امر یعنی ساقط کرنا ظاہری احکام کا اور نہایت مبالغہ تزکیہ باطن کی طرف معالجہ خاصہ انہی افراط کا تھا اور ہرگز ممکن نہیں کہ یہ دونوں امر دوام اور استمرار کے واسطے مقرر کیے جاویں پس جبکہ اکثر افراد یہود کو تنبیہ ہو گئی اور اکثر افراد نصاریٰ کی تفریط کی طرف مائل ہو گئے یعنی جیسے یہود باطن کا انکار کرتے تھے ویسے ہی نصاریٰ ظاہر کا انکار کرنے لگے اور تفریط میں اس درجہ میں پہونچ گئے جس درجہ میں یہود افراط میں تھے پس لازم آیا کہ ایک اور کتاب الہامی ہو جو ان دونوں کو نقطہ اعتدال پر قائم کرے اور وہی فرقان مجید ہے اور جیسے یہود باطنی احکام کے بالکل منکر تھے ویسے ہی نصاریٰ ظاہری احکام کے منکر ہوئے یہاں تک کہ کئی برس پہلے سن ہجری سے بیت المقدس کو مسمار کر دیا جواب یہ کتاب قرآن مجید دونوں فرقوں کو نقطہ اعتدال پر قائم کرتی ہی اور افراط تفریط سے باز رکھ کر حقیقت کی طرف توجہ دلاتی ہے اور زبان شرع میں اسی کا نام نسخ ہے اور کلام اللہ میں مغضوب علیہم نام یہودیوں کا ہے جنہوں نے صرف ظاہر پرستی شروع کر کے باطن کا انکار کیا اور لا الضالین نام نصاریٰ کا ہے جنہوں نے ظاہر کا انکار کیا اور گمراہ ہو گئے کیونکہ ظاہر نمونہ اور چراغ ہے واسطے باطن کے جو کوئی نمونہ چھوڑ دے وہ گمراہ ہو جاتا ہے سو سورہ فاتحہ میں بھی ظاہر ظاہر افراط اور تفریط ان دونوں فرقوں کی طرف اشارہ ہوا ہے جو آیہ

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

جشن تاجپوشی شاہ ایڈورڈ ہفتم کی خوشی میں ایک روحانی دعوت

خداوند عالم اس جشن کو مبارک کرے تمام اسلامی اخباروں اور رسالوں کے خریداروں کی خدمت میں اس جشن عظیم کے شکریہ میں تفسیر القرآن بالقرآن کا ایک پارہ یعنی پارہ عم مفت پیش

تعطیل جمعہ

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس ضروری میموریل کا تذکرہ کیا تھا جو دربار دہلی کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعطیل جمعہ کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ارسال کیا تھا۔ آج ہم اس میموریل کو ذیل میں درج کرتے ہیں اور تمام مسلمان **اخبارات** کے ایڈیٹر صاحبان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اس کو ایک قومی اور دینی خدمت سمجھ کر نہ صرف اپنے اخبارات میں جگہ دیں گے بلکہ پُر زور الفاظ میں اسکی تائید کریں گے۔

لاٹ کرزن کی گورنمنٹ سے ہمکو بہت بڑی امید اور توقع ہے کہ وہ اس میموریل پر پوری توجہ فرمائیں گے اور ہندوستان کی ۹ کروڑ رعایا کو انکی مذہبی عبادت کے ادا کرنے کے لئے سہولت بہم پہونچا کر اپنے احسان عظیم کرنے والے ٹھہریں گے اور اسطرح پر **تعطیل جمعہ** نہ صرف ہمارے قیصر ہند کی تاجپوشی کی عظیم الشان یادگار ہوگی بلکہ **لاٹ کرزن** کی گورنمنٹ کی بھی گرانقدر یادگار ٹھہریگی۔

اور مسلمانان ہند کے دلوں پر انکی عظمت و مہربانی کا گہرا نقش قایم کرکے انکو وفاداری اور ارادت مندی میں اور بھی راسخ کریگی۔ سردست ہم اصل میموریل کو درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور آئندہ امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمکو توفیق ملی تو اسپر وقتاً فوقتاً یاددہانی کرتے رہیں گے اگرچہ لاٹ کرزن کی فیاض گورنمنٹ ہمکو یقین دلاتی ہے کہ کسی یاددہانی کی ضرورت ہی نہ پڑیگی۔ بہرحال وہ میموریل یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

میموریل جو حضرت مسیح موعودؑ نے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں تعطیل جمعہ کے لئے پیش کیا ہے

چونکہ تاج پوشی کا جلسہ جو دہلی میں ہوگا ہر ایک فرقہ رعایا گورنمنٹ برطانیہ کو امن سے بہت خوشی ہے اور مسلمانوں کو ایک خاص خوشی جو اس جلسہ میں انکے اسلامی تخت گاہ کے شہر کو عزت دیگئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس محسن گورنمنٹ کو مسلمانوں پر ایک خاص نظر عنایت ہے اور مسلمانوں کی مدت دراز سے ایک دلی تمنا ہے جسکے پیش کرنے کے لئے اسوقت سے زیادہ مبارک کوئی وقت نہیں کہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ قیصر کی تاج پوشی کے جلسہ کا دن قریب ہے اس لئے مجھے تحریک کی گئی کہ میں اس التماس کو ادب سے پیش کروں کیونکہ میں ایک ایسے مسلمانوں کے گروہ کا امام ہوں کہ جو برٹش انڈیا اور دوسرے مقامات میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور میں ضروری نہیں سمجھتا کہ میں ان کے نام لکھوں کیونکہ وہ مجھ سے بیعت کرنے والے ہیں یعنی میرے مرید ہیں اور مجھ سے الگ نہیں ہیں یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے چنانچہ ابتک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کرکے شائع کی ہیں جنکا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو میں امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی اس لئے گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کیطرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے درحقیقت چشمۂ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لارڈ کرزن بالقابہ نے ایسی نمایاں کارروائیاں کی ہیں کہ مسلمانوں کو کبھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور ایک باہر کی مسجد جسپر ریل والوں کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرمانا اور نیز اپنی طرف سے لاہور کی شاہی مسجد کیلئے ایک قیمتی لال لٹین اپنی جیب سے مرحمت فرمانا ان فیاضانہ کارروائیوں سے جسقدر مسلمان شکر گذار اور گرویدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن ایک تمنا ان کی ہنوز باقی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادیں پوری ہوئی ہیں وہ تمنا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہوگی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کرکے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جسکا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دیجائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کردو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کریگا وہ سخت گنہ گار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جسقدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اسقدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جبتک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی اسیوجہ سے ریاست پٹیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو عیسائی مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنے مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنے جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں۔ مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بڑھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ موصوف نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے انکی مساجد واگذار کرادی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجد و نکی

علت غائی ہے یعنے نماز جمعہ یہ امر بھی انہیں ہاتھوں سے انجام پذیر ہوگا مسجد تو مثل دسترخوان یا میز کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے تمام جلسا کی بڑی بھاری غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت وائسرائے لارڈ کرزن یہ روا رکھینگے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دین مگر روٹی ندین ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امید نہین کہ ایسا فیاض دل جوانمرد ایسی کمی کو اپنے پر گوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد وائسرائے جشن کے بعد کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ مسلمانوں کیلئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے وائسرائے سے یہ مراد پاسکیں یہ ایک ایسی مراد ہے کہ اس کا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست مین جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا کہ عام طور پر جمعہ کی تعطیل دیجائے تو یہ ایسا احسان ہوگا جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہوگا اور اس کا مسلمانوں کے دلوں پر بڑا اثر پڑے گا بالخصوص جبکہ عین تاج پوشی کے جلسہ مین جہاں ہزارہا رئیس اور والیان ملک موجود ہونگے اس احسان کو تاج پوشی کی ایک یادگار ٹھہرا کر سنایا جائے گا تو جو کچھ مسلمانوں کے دلوں مین خوشی سے بھری ہوئی محبت پیدا ہوگی اس کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ اس دن لوگ تمام شہر مین خوشی کے نعروں کے ساتھ لارڈ کرزن کے گیت گائینگے اور اس کے حق مین دعائین کرینگے اور اس کارروائی سے اسلام اور عیسائیت مین ایک میلان پیدا ہو جائے گا اور یہ تمام تعریف لارڈ کرزن کے عہد کی طرف ہمیشہ کیلئے منسوب رہے گی اور میری دانست مین عام مسلمانوں کو خوش کرنیکے لئے جو کارنامہ وہ چھوڑ جائینگے ۔ اس سے بہتر کوئی نہ ہوگا ۔ مسلمان ایک قوم ہے جو سب سے زیادہ مذہب کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور ہر ایک تالیف قلوب جو مذہبی رنگ مین کیجائے وہ ان کے دلوں کو کھینچ لیتی ہے پس اعلےٰ سے اعلےٰ حکمت عملی مسلمانوں کے مسخر کرنے کی یہی ہے کہ مذہبی رنگ مین ان کو کوئی فائدہ پہنچایا جائے ۔ چونکہ تاجپوشی کے جلسہ کا موقعہ ایک ایسا بابرکت موقعہ ہے کہ ہندو و مسلمانوں کی اس طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ اس مبارک رسم کی یادگار مین کیا کچھ سرفرازی ہر دو فریق کی کیجاتی ہے پس اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کھولدے یا اگر نہ ہوسکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دیدے تو مین سمجھ نہیں سکتا کہ عام دلوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے مگر چونکہ گورنمنٹ کی فیاضی کا تنگ دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہو تو اس کو کچھ پروا نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنے بات ہے یقین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یادگار مین پورے دن کی تعطیل عنایت فرمائے گی اور یہی مسلمانوں کو توقع ہے جمعہ کے دن کو کچھ مسلمانوں سے ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ دن عیسائی مذہب مین بھی قابل تعظیم ہے کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جمعہ کے روز ہی صلیب دیئے گئے تھے اور عیسائی عقیدہ کے رو سے تمام برکات کی جڑ یہی واقعہ ہے یہودیوں کا سبت بھی اس زمانہ تک کہ جب وہ مصر سے نہین نکلے تھے جمعہ ہی تھا قدیم مصری سلطنت مین بھی جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی اور حضرت آدم بھی جمعہ کے دن ہی پیدا ہوئے تھے نوح کی کشتی اراراٹ کے پہاڑ پر جمعہ کے دن ہی لگی تھی پس اس تعطیل سے یہ تمام یادگارین قایم ہوسکتی ہین اور مسلمان اس بات پر راضی ہین کہ ان کی بعض غیر ضروری تعطیلین بند کرکے ان کی جگہ جمعہ کی تعطیل دیجائے اور مجھے اس بات کا خیال ہے کہ جمعہ کی تعطیل رعایا اور گورنمنٹ مین ایک حقیقی مصالحت کی بنیاد ڈالے گی اور خیالات پر ایک ایسا اثر ہوگا کہ وہ فوق العادت تصور کیا جائے گا اگرچہ گورنمنٹ بہت دانشمند ہے لیکن عام مسلمانوں کے حالات سے ذاتی واقفیت مجھے اس بات کے اظہار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریق نہین اس لئے ایک بڑی جماعت کی تحریک سے یہ میموریل ارسال حضور کیا جاتا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ توجہ سے اس پر غور کی جائے خاص کر ہمارے لئے جو ہمیشہ اس سعی مین ہون کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ سچے اخلاص مین ترقی کرین اس تعطیل سے ایک دستاویز ملتی ہے اور گورنمنٹ کی عنایات ثابت کرنے کے اور نئے دلائل حاصل ہوتے ہین اس لئے مین اس عرض کے لئے جرأت کرتا ہون کہ اس عرضداشت پر ضرور توجہ فرمائی جائے اور اس کو ایک معمولی عرضی سمجھکر ٹال نہ دیا جائے اور نہ یہ تصور کیا جائے کہ صرف ایک شخص کی یہ درخواست ہے کیونکہ جیسا کہ مین عرض کرچکا ہون یہ ایک شخص کی درخواست نہیں بلکہ ایک لاکھ معزز مسلمان کی درخواست ہے اور چونکہ وہ لوگ مجھ سے بیعت اور مریدی کا تعلق رکھتے ہین اس لئے ضروری نہین سمجھا گیا کہ ان کے نام لکھے جائین اور مین ان سب کی طرف سے بطور ایڈووکیٹ ہوکر امید بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ عرضداشت روانہ کرتا ہون اور دعا پر ختم کرتا ہون +

لاہور میں مسلمانوں کے ایک مذہبی جلسے کی تیاریاں

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شائع کرتے ہیں کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا پندرہواں سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ جنوری و یکم فروری ۱۹۰۳ء کو (جمعہ ہفتہ اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑی تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جسکے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے ۔ پولیٹیکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہیں اور سب سے بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقوں کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والوں کے مقابل بھی اسکی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے ۔ نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصوں کے بڑے بڑے نامی علماء اور مشاہیر اور سپیکر اسکے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں ۔ اور اپنی فصیح و بلیغ تقریروں سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہیں گذشتہ جلسہ میں علاوہ لاہور کے علماء و فضلاء اور اور سپیکروں اور شعراء کے نامدار سے ۔ پشاور ۔ گوجرانوالہ گجرات ۔ سیالکوٹ ۔ لدھیانہ ۔ کانگڑہ ۔ پٹیالہ ۔ بٹالہ بہاولپور ۔ دہلی ۔ لکھنؤ ۔ جالندھر ۔ ہوشیارپور ۔ جہلم راولپنڈی ۔ الہ آباد ۔ سرہند وغیرہ مختلف مقامات کے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک ہوئے تھے ۔ اور وعظ اور تقریروں اور نظموں نے جو سماں باندھا تھا ...

... اس رعایت سے مستفید ہونا چاہیں وہ براہ عنایت بہت جلد سکرٹری صاحب انجمن کی خدمت میں اپنے عزم تشریف آوری کی اطلاع دیکر تصدیق کی سند سکرٹری صاحب سے منگ

۶ - جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

معمول کیموافق اعلیٰ حضرت سیر کو نکلے - طاعون کے معمولی تذکرہ کے ضمن میں فرمایا "موت بھی ایک وقت ہی جو انسان پر آتا ہے اور یہان آکر سب علوم ختم ہو جاتے ہین اللہ کوئی کچھ نہین بتا سکتا"

تعبیر خواب

بعض احباب نے خواب سنائے اور تعبیر سنی - **خواب مین اپنا ختنہ کرنا** - اس سے مراد طریق تقوے اختیار کرنا اور شہوات کا کاٹنا ہے۔ **قیامت کی خبر سننا** اس کی تعبیر دینداروں کی فتح اور بے دینوں کی ذلت کیونکہ قیامت کو یہی ہونا ہے **فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر** اس کی شہادت ملتی ہے۔

طاعون اور جہنم

فرمایا میرے الہام مین طاعون کے متعلق آیا ہے **یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد** جہنم سے مراد اس الہام مین طاعون ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ طاعون کا نام و نشان نہ ہوگا۔

ایک الہام

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام سے اس حدیث کی بھی تازہ صحت ہو گئی جو انہین الفاظ مین جہنم کے متعلق ہے اور بارہا الحکم مین طبع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ جب اول اول طاعون زور سے نمودار ہوئی تو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک بار فرمایا **ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما** والی دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا تھا کہ میرے دل مین یہی پڑا کہ **عذاب جہنم** مین جہنم کے عذاب سے مراد طاعون کا عذاب بھی ہے اس الہام نے آپکے معنوں کی بھی تصدیق کر دی۔

پھر اسی سلسلہ کلام مین فرمایا جب طاعون خاموش ہو جائے گی تو پھر **یغاث الناس و یعصرون** یعنے بارشین ہونگی اور فصلین پکین گی۔ کشادگی ہوگی مگر یہ سب کچھ اپنے وقت پر ہوگا۔

امور دنیا اور حد اعتدال

فرمایا نیکی کی یہ بھی جڑ ہے کہ دنیا کے جائز لذات اور شہوات مین بھی حد اعتدال سے نہ بڑھے مثلاً کھانا پینا حرام تو ہین مگر یہ بھی مناسب نہین کہ رات دن کا شغل ہی یہ ہو .... یہ لذات دنیا اسواسطے ہین کہ نفس کا گھوڑا اس دنیا کی راہ مین کمزور نہ ہو جیسے یکہ والے سفر مین ، یا ۸ کوس پر دم دیتے ہین اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہیں تاکہ پہلا تکان رفع ہو جاوے۔ پھر انبیاء علیہم السلام نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسی قسم کا ہے کیونکہ **اصلاح عالم** کا ایک بڑا کام انکے سپرد تھا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرتا تو وہ ہلاک ہو جاتے۔ اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے **ارحنا یا عائشہ** ہمکو راحت پہنچا۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ دستور نہیں ہوتا کہ وہ حظوظ دنیا مین منہمک ہو جائیں۔ انہماک ایک زہر ہے۔ ایک بدمعاش آدمی جو چاہتا ہے کھاتا پیتا اور کرتا ہے اسیطرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہیں اسپر نہیں کھل سکتی ہیں جو خدا کے لئے قدم اٹھاتا ہے خدا کو اسکا پاس ضروری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی** کھانے پینے اور تنعم کا نام ہی تقویٰ ہے جائز امور میں حد اعتدال سے بڑھنا بھی گناہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک نظارہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ حجرے میں تشریف رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے جس پر لیٹنے سے پہلوؤں پر ان پتوں کے نشان ہو گئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کی اور جائداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکتی ہوئی نظر آئی یہ دیکھ کر انکے آنسو جاری ہو گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے کہ قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں انکے لئے کسقدر تنعم ہے اور آپکے لئے کچھ بھی نہیں فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے میں حرکت و سکون کر سکوں۔ میری مثال ایسی ہے جیسے ایک مسافر سخت گرمی کے دنوں میں اونٹ پر جا رہا ہو اور جب سورج کی تپش سے بہت تنگ آوے تو ایک درخت کو دیکھکر تھوڑی دیر اسکے نیچے آرام کرے جونہی ذرا پسینہ خشک ہو پھر چل پڑے - یہ اسوہ حسنہ ہے جو اسلام کو دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر - ونعم ما قیل
نے بہ نفس خویش میلش نے بہ جسم خویش کار -

انسان کی زندگی کا عجیب نظارہ

فرمایا مومن کو اس زندگی پر ہرگز مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ اسقدر بلائیں اس زندگی میں ہیں کہ جنکا شمار نہیں خدا بینائی جاتی رہے تو اندھا ہو جاتا ہے اور پھر گویا موت ہی ہے ایسا ہی ایک بیماری ہوتی ہے کہ پاخانہ بند ہو کر منہ کے راستہ نکلتا ہے ایسا ہی گردہ اور مثانہ کی خطرناک بیماریاں ہیں کہ زنگار رنگ کے سرخ سبز سیاہ پتھر اندر ہی اندر بن جاتے ہیں اسکا کوئی خاص سبب بھی بیان نہیں کر سکتے امراء جو نفیس غذائیں اور عمدہ پانی استعمال کرتے ہیں وہ ایسے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا ہی دیکھا گیا ہے کہ دو شخص ایک ہی مقام پر ایک ہی قسم کی خورد و نوش رکھتے ہیں لیکن ایک ایسے عوارضات میں مبتلا ہو جاتا ہے دوسرا نہیں۔ غرض کچھ کہہ نہیں سکتے یہی وجہ ہے کہ طب کا نام ظنی علم رکھا ہے علل مادیہ میں یہ لوگ اسباب کی تحقیقات کرتے ہیں مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ الہام یا کشف کے وقت جو غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے اس کا کیا باعث ہے؟ ان لوگوں کا دستور ہے کہ جب انکو ایک بات کا سبب معلوم نہ ہو تو اسکا انکار کر دیتے ہیں۔ اسی لئے لوگ وحی اور الہام کے منکر ہیں۔ مگر یہ علوم بے انتہا ہیں جب تک انسان بے اعتدالیوں کا خطہ دور نکرے انسے واقف نہیں ہو سکتا۔

منزل در تنعم ہائے دنیا گر خدا خواہی۔ کہ میخواہد نگارِ من تہیدستان عشرت را۔

پھر اسی سلسلہ کلام مین فرمایا کہ
اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
جو جایز خواہشین اپنے مقام اعتدال سے بڑھ جایئن ان کا نام ہوا ہے فرمایا۔ ۳۰ سال کے قریب عرصہ ہوتا ہے کہ مین نے ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات مین ایک حویلی ہے اس مین ایک سیاہ کمبل پر مین بیٹھا ہوا ہون اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح کا پہنا ہوا ہے گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہون اتنے مین ایک شخص لمبے قد کا آیا اور اس نے پوچھا کہ مرزا غلام احمد مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا کہان ہے؟ مین نے کہا کہ مین ہون اس نے کہا مینے آپکی تعریف سُنی ہے کہ آپ کو اسرار دینی اور حقایق و معارف مین بہت دخل ہے یہ تعریف سنکر مین آیا ہون مجھے یاد نہین کہ مینے کیا جواب دیا اسکے بعد اس نے آسمان کی طرف مُنہ کیا اور اس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جو بہ کر رخسار پر پڑ رہے تھے اس کی ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اسکی منہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔

تہیدستان عشرت را

اس کا مطلب مینے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا جب تک وہ اپنے اوپر ایک رنج اور موت وارد نکرے۔ اس پر ابو سعید عرب صاحب نے مندرجہ عنوان آپ کا شعر پڑھا آپ نے فرمایا مین نے اس مصرعہ کو یادگار کے طور پر رکھ دیا ہے۔

دربار شام

عربی تصانیف کے متعلق اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ سلسلہ نہوتا تو یہ سب مولوی ہماری جماعت کو نظر استخفاف سے دیکھتے اور کہتے کہ یہ لوگ جاہل ہین مگر اب خود ہی بولنے کے لایق نہین ہین۔

اسی سلسلہ کلام مین ابو سعید عرب صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مین نے حضور کی تصنیفات کو مطالعہ نہین کیا مگر میرا ایمان ہے کہ حضور بالکل سچے ہین اور مسیح اور مہدی کا دعوے حق ہے مگر دوسرے لوگون سے کلام کرنے کے لئے مین چاہتا ہون کہ حضور کی زبان مبارک سے مسیح موعود ہونے کا ثبوت سنون

حضرت اقدس نے اس کے جواب مین جو کچھ فرمایا ہم اس کو اختصار کے طور پر لکھین گے کیونکہ اس مضمون کے متعلق بسط کے ساتھ کلمات طیبات مین بھی ایک مضمون چھپ رہا ہے بہر حال آپ نے فرمایا۔

مسیح موعود ہونے کا ثبوت

قرآن پر تدبر سے نظر کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ دو سلسلون کا مساوی ذکر ہے اول وہ سلسلہ جو موسیٰ سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے یا اس شخص پر ختم ہونا چاہیے جو مثیل مسیح ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ الآیۃ (سورۃ مزمل)

موسوی اور محمدی سلسلہ

اور پھر سورہ نور مین وعدہ استخلاف فرمایا کہ جس طرح پر موسوی سلسلہ ہو گزرا ہے اسی طرح پر محمدی سلسلہ بھی ہوگا۔ تاکہ دونو سلسلون مین بموجب آیات قرآنی باہم مطابقت اور موافقت تامہ ہو چنانچہ جب کہ موسوی سلسلہ آخر عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا ضروری تھا کہ محمدی سلسلہ کا خاتم بھی عیسیٰ موعود ہوتا۔ ان دونوں سلسلوں کا باہم تقابل مرایا متقابلہ کیطرح ہے یعنے جب دو شیشے ایک دوسرے کے بالمقابل رکھے جاتے ہین تو ایک شیشہ کا دوسرے مین انعکاس ہوتا ہے۔

موسوی مسیح اور محمدی مسیح

اور اس تقابل سلسلہ سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ آخری سلسلہ کا آخری موعود کس شان کا ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ آخر آنے والا عظیم الشان ہوتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے۔ اگر یہ قاعدہ اور سنت نہ ہوتی تو پھر معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اور عظمت باقی انبیاء سابقین پر نہوتی لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کی مصلحت دنیا مین عظیم الشان اصلاح چاہتی تھی اس لئے مناسب یہی تھا کہ اون سب سے بڑھکر آپکی عظمت دکھاوے تاکہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہو۔ دنیاوی حکام بھی جب ایسی مصلحت رکھ لیتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ خدا اس مصلحت کو مد نظر نہ رکھتا کبھی حکام دنیا پسند نہیں کرتے کہ آخر میں کسی نالایق کو بھیج دیں اور کہدیں کہ گو یہ نالایق ہے مگر اسکی بات مان لو۔ اب ایک شخص جو کل دنیا کی اصلاح کے لئے آنیوالا تھا کب ہو سکتا تھا کہ وہ ایک معمولی انسان ہوتا!

جسقدر انبیاء علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے وہ سب ایک ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اسلئے کہ انکی شریعت مختص القوم اور مختص الزمان تھی۔ مگر ہمارے نبی وہ عظیم الشان نبی ہیں جنکے لئے حکم ہوا کہ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ قُلْ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ اس لئے جسقدر عظمتیں آپکی بیان ہوئی ہیں مصلحت الٰہیہ کا یہی تقاضا تھا کیونکہ جس پر ختم نبوۃ ہونا تھا اگر وہ اپنے کمالات میں کوئی کمی رکھتا تو پھر وہی کمی آئیندہ اُمت میں رہتی۔

کیونکہ جسقدر کمالات اللہ تعالےٰ کسی نبی میں پیدا کرتا ہے اسی قدر اسکی امت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جسقدر کمزور تعلیم وہ لاتا ہے اتنا ہی ضعف اسکی امت میں نمودار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جس عظمت اور شان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اسی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ تقابل میں بھی وہی عظمت دکھاتا۔

اور ہم ظاہر طور پر دیکھتے ہیں کہ دونوں تعلیموں میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے جیسے کہ قرآن شریف حقایق اور معارف سے بھرا ہوا ہے توریت انجیل بالکل اُنسے خالی ہے انکی کل تعلیم قصص کے رنگ میں ہے اور قرآن شریف علوم کا خزانہ ہے۔

ان دونوں سلسلوں کا اقتضا اسوجہ سے بھی تھا کہ چونکہ اسحاق اور اسمٰعیل دونوں بھائی تھے اور دونوں میں برکات کی تقسیم مساوی تھیں تصفیہ تقسیم تب ہی ہوتا کہ دونوں سلسلوں میں باہم تطابقت اور عین موافقت ہوتی۔

اسمٰعیل کی اولاد میں اللہ تعالےٰ نے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا جسکی امت کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہا کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو کیونکہ وہ لوگ جنکو شریعت قصہ کے رنگ میں ملی تھی

وہ دماغی علوم کی کتاب و شریعت کے ملنے والونکو کب برابر ہوسکتے ہیں پہلے صرف قصص پڑھی ہوگئے۔ اور انکے دماغ اس قابل نہ تھے کہ حقائق و معارف کو سمجھ سکتے مگر اس امت کے دماغ اعلیٰ درجہ کے تھے اسی لئے شریعت اور کتاب علوم کا خزانہ ہے۔ جو علوم قرآن مجید لیکر آیا ہے وہ دنیا کی کسی کتاب میں پائے نہیں جاتے اور جیسے شریعت کے نزول کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے حقایق و معارف سے لبریز تھی ویسے ہی ضروری تھی ترقی علوم و فنون سب اسی زمانہ میں ہوتا بلکہ کمال انسانیت بھی اسی میں پورا ہوا۔

اس **مقام** پر عرب صاحب نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر بھی یونان وغیرہ میں علوم کا چرچا تھا۔ فرمایا علوم سے مراد دینوی علوم نہیں ہے اور نہ ہیں ان ارضی علوم سے کچھ تعلق نہیں علوم حقیقی وہی ہوتے ہیں جو انبیاء لے کر آتے ہیں اور ارضی اور سفلی علوم جو دنیا کے لوگ سمجھتے ہیں جیسے تار۔ ریل غبارہ یا کلون کی ایجاد وغیرہ یہ کھیلیں ہیں اور ارضی چیزیں ہیں جو جونہی انسان مرجاتا ہے اس کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہیں مگر وہ علوم جو انبیاء لیکر آتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں ان کو کبھی فنا نہیں ان علوم سے مراد **خدا کے علوم ہیں** (پھر اسی سلسلہ میں اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے فرمایا) یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف جو علوم لے کر آیا ہے وہ دنیا کی کسی اور کتاب میں پائے نہیں جاتے ہیں۔ توریت میں کسی علوم کا ذکر نہیں اور انجیل میں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا۔ قرآن کریم کی عظمت کے بڑے بڑے دلائل میں سے یہہ بھی ہے کہ اس میں عظیم الشان علوم ہیں جو توریت و انجیل میں تلاش کرنے ہی عبث ہیں اور ایک چھوٹے اور بڑے درجہ کا آدمی اپنے اپنے فہم کے موافق ان سے حصّہ لے سکتا ہے۔

توریت کو دیکھو کہ ہستی باری تعالے اور قیامت کے متعلق ایک بھی فقرہ اس میں نہیں ہے ادہر قرآن شریف کو دیکھو کہ ہستی باری تعالیٰ اور قیامت کے کیسے دلائل بھرے ہوئے ہیں اور پھر عقلی اور نقلی دونو طرح کے ثبوت ہیں قرون اولیٰ میں صرف نقل ہی نقل تھی۔ پھر یہود۔ نصاریٰ۔ آریہ۔ برہمو نیچری غرض سب فرقوں کا رد اس میں موجود ہے غرض قرآن شریف ایک اکمل اور اتم کتاب ہے اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ خلقت میں علوم حاصل کرنے کے دماغ موجود ہوگئے ہیں تو اس نے قرآن جیسی کتاب بھیجدی۔

غرض یہ سلسلہ موسوی سلسلہ سے کسی صورت میں کم نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تو مماثلت اور مطابقت میں فرمایا کہ بدی کا حصہ بھی تم کو ویسے ہی ملیگا جیسے یہود کو ملا۔ اور اس سلسلہ کی نسبت بار بار ذکر ہوا۔ کہ آخر تک اس کی عظمت قائم رکھیگا سورۃ فاتحہ میں بھی اس کا ذکر ہے جب کہ **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** فرمایا۔ مغضوب سے مراد یہودی ہیں۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ یہودی کیسے مغضوب ہوئے۔ انہوں نے پیغمبروں کو نہ مانا اور حضرت عیسیٰ کا انکار کیا تو ضرور تھا کہ اس امت میں بھی کوئی زمانہ ایسا ہوتا۔ اور ایک مسیح آتا جس سے یہ لوگ انکار کرتے۔ اور وہ مماثلت پوری ہوتی۔ ورنہ کوئی ہمکو بتلائے کہ اگر اسلام پر ایسا زمانہ کوئی آنے والا ہی نہ تھا اور نہ کوئی مسیح آنا تھا پھر اس دعائے فاتحہ کی تعلیم کا کیا فائدہ تھا۔ قرآن شریف کی مختلف آیات کے جمع کرنے سے اور پھر انپر یکجائی نظر کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آنیوالا مسیح ضرور اسی امت میں سے ہوگا اور حدیث بھی اسکی شرح کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس امت میں سے ہوگا۔

غرض اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان سلسلوں میں بالکل مطابقت ہے اور محمدی سلسلہ میں آنیوالا خاتم الخلفاء مسیح کے رنگ پر ہوگا۔ حدیثوں میں بھی آیا ہے کہ **امامکم منکم** یعنے وہ امام تم ہی میں سے ہوگا۔

سوال ہوا کہ مسیح کس قوم سے ہوگا؟ فرمایا مہدی کی بابت تو مختلف روایات ہیں مگر مسیح کی بابت نہیں لکھا کہ وہ کس قوم سے ہوگا۔ اور یہ لطف کی بات ہے کہ چونکہ کسی قوم کا ذکر نہیں ہے اور مسلمانوں کا خیال تھا کہ وہ اوپر سے آنے والا ہے اس لئے اس دعوے میں آجتک کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ افترا سے کام لیتا مہدی کاذب ہونے کے دعوے جو بہت لوگوں نے کئے اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کی قوم کا ذکر تھا جہاں جسکو گنجایش ملی اسنے پاؤں جما کر دعوے کردیا۔

پوچھا گیا کہ عیسائی لوگ توریت کو نہیں مانتے انجیل کو مانتے ہیں فرمایا انجیل میں ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے بلکہ توریت کی شرح ہے اور عیسائی لوگ توریت کو الگ نہیں کرتے جیسے مسیح توریت کی شرح بیان کرتے تھے اسی طرح ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں جیسا کہ وہ مسیح موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے تھے اسیطرح ہم بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہویں صدی میں آئے ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا **بعض مخالف** کہتے ہیں **ہم بھی تو اھدنا الصراط المستقیم** کہتے ہیں ہمکو یہودی اور مغضوب کیوں کہا جاتا ہے فرمایا کہ یہودی بھی تو ہدایت ابتک طلب کر رہے ہیں اور **اھدنا الصراط المستقیم** مانگ رہے ہیں اور توریت پڑھتے ہیں پھر گمراہ کیوں ہوئے۔

خلیفہ

عرب صاحب نے خلیفہ کے معنے دریافت کئے فرمایا خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اسکو دور کرنے کیواسطے جو انکی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔

[illegible]

مثلاً گذشتہ انبیاء میں جو خلیفہ ہوئے وہ وہ تھے جو مقاصد توریت کے کھول کر بیان کیا کرتے تھے۔ ورنہ تعلیم سب کی ایک ہی تھی۔ یہود کو جو توریت میں یہ تعلیم ہوئی کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ مگر توریت کا اس عدل سے وہ مطلب نہ تھا جو یہودی لوگ اپنی جھوٹی روایتوں اور حدیثوں کی بناء پر اصل اخلاق کو دور کر کے ظاہری شریعت کے پیچھے لگ گئے کہ اگر ظاہر شریعت پر عمل نہ کرینگے تو گنہگار ٹھیریں گے اور عفو گویا بالکل نکرنا چاہیئے حالانکہ اس سے خدا تعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ وہ کیوں عفو کی عادت ترک کر بیٹھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بنی اسرائیل چار سو برس کی غلامی کیوجہ سے فرعونیوں کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے جو ظالمانہ طبیعت رکھتے تھے اس لئے بہت سے مفاسد انمیں پیدا ہوگئے تھے اور چال چلن خراب ہوگیا تھا۔ اس ظالمانہ عادات کی بیخ کنی کے لئے عدل کے رنگ میں یہ تعلیم انکو دی گئی تھی مگر انہوں نے اس کو الٹا سمجھا۔ ورنہ ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اخلاق کا وہ حصّہ جو عفو کہلاتا ہے

بالکل زائل کر دیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ بڑے سخت دل ہوگئے۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ یہودیوں کی سخت دلی بہت بڑھی ہوئی ہے اور وہ کئی قسم کے فسق و فجور میں مبتلا تھے اس لئے انہوں نے آکر عفو کی تعلیم دی اور اخلاق کی تجدید کی۔ یہ کہنا کہ انجیل ہی میں اخلاق بھرے ہوئے ہیں سخت غلطی ہے کیا پہلے نبیوں کی کتابیں جو سو زیادہ ہیں وہ سب اخلاقی تعلیم سے خالی ہیں؟ ہرگز نہیں مسیح نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی اور نہ نئی شریعت پیش کی یہودی اب تک کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ لیا ہمارے ہی صحیفوں سے لیا ہے چنانچہ ایک یہودی نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ کون کونسے فقرے عیسیٰ علیہ السلام نے انکی کسی کتاب سے لئے ہیں۔

غرض سچی تعلیم کی نشانی یہ ہے کہ وہ انبیاء کی تعلیم سے مشابہ ہو۔ انکا اصول ایک ہی ہوتا ہے اور اختلاف تب ہوتا ہے کہ اصول میں ہو ورنہ فروع میں اگر کوئی اختلاف ہو تو وہ اختلاف نہیں کہلاتا۔ اور اگر فروع میں بھی اختلاف بھی ہو تو اس کی مثال ایسی ہے ......

.... کہ گرمیوں میں اور کپڑا ہوتا ہے سردیوں میں اور۔ فروعات میں تبدیلیاں ضرور ہوا کرتی ہیں۔

ایسا ہی مثلاً ایک زمانہ تھا کہ شراب جیسی خبیث چیز کو لوگ بے دھڑک پیتے تھے اور پھر وہ زمانہ آیا کہ آگیا کہ اس کی بیخ کنی کیجاوے حضرت دانیال کو کہا گیا کہ آپ شراب پئیں تاکہ آپ کا چہرہ سرخ ہو جاوے اور بادشاہ وقت کا حکم ہے کہ جس کا چہرہ سرخ نہ ہوگا وہ مارا جاوے گا اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ شراب پیو مگر میں ساگ پات کھاتا ہوں اور دیکھنا کہ کس کا چہرہ زیادہ سرخ ہوتا ہے چنانچہ جب آپ آئے تو سب سے زیادہ آپ کا چہرہ سرخ تھا۔

پوچھا گیا کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو شریعت کے ماننے کا کیوں حکم نہ دیا؟ فرمایا کہ وہ خود شریعت کو مانتے تھے اور شاگردوں کو ماننے کے لئے فرمایا اگر انکے وقت میں شریعت منسوخ ہوگئی ہوتی تو یہ کیوں فرماتے کہ فریسی اور فقیہ جو موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں وہ جو کہیں سو کرو۔ اور جو وہ کریں وہ نکرو۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ شریعت توریت کی بحال تھی اور انجیل میں بذات خود کوئی شریعت نہیں تھی

مسیح موعود کا ذکر قرآن میں

عرب صاحب نے سوال کیا کہ مسیح موعود کے متعلق قرآن میں کہاں کہاں ذکر ہے فرمایا۔ سورۃ فاتحہ سورۃ نور۔ سورہ تحریم وغیرہ میں سورۃ فاتحہ میں تو اهدنا الصراط المستقیم سورۃ نور میں وعد الله الذین امنوا منکم الایۃ سورہ تحریم میں جہاں مومنوں کا مثالیں بیان کی ہیں ان میں فرمایا ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها۔

مومنوں کی دو مثالیں

فرمایا اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو اس میں دو قسم کی عورتوں سے مثال دی ہے۔ اول فرعون کی بیوی سے اور ایک مریم سے۔ پہلی مثال میں یہ بتایا ہے کہ ایک مومن اس قسم کے ہوتے ہیں جو ابھی اپنے جذبات نفس کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان کی بڑی آرزو اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ خدا ان کو اس سے نجات دے یہ مومن فرعون کی بیوی کی طرح ہوتے ہیں کہ وہ بھی فرعون سے نجات چاہتی تھی۔ مگر مجبور تھی۔ لیکن جو مومن اپنی تبلین تقوےٰ اور طہارت کے بڑے درجہ تک پہونچاتے ہیں اور احصان فرج کرتے ہیں تو پھر خدا تعالےٰ ان میں عیسیٰ کی روح نفخ کر دیتا ہے۔ نیکی کی یہ دو مرتبے ہیں جو مومن حاصل کر سکتا ہے مگر دوسرا وہ بہت بڑھ کر ہے کہ اس میں نفخ روح ہو کر وہ عیسےٰ بن جاتا ہے یہ آیت صاف اشارہ کرتی ہے کہ اس امت میں کوئی شخص مریم صفت ہوگا کہ اس میں نفخ روح ہو کر عیسیٰ بنا دیا جاوے گا۔ اب کوئی عورت تو ایسی ہے نہیں اور نہ کسی عورت کے متعلق پیشگوئی ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اس سے یہی مراد ہے کہ اس امت میں ایک ایسا انسان ہوگا۔ جو پہلے اپنے تقوےٰ و طہارت اور احصان و عفت کے لحاظ سے صفت مریمیت سے موصوف ہوگا اور پھر اس میں نفخ روح ہو کر صفات عیسوی پیدا ہونگی اب اس کی کیفیت اور لطافت براہین احمدیہ سے معلوم ہوگی کہ پہلے میرا نام مریم رکھا پھر اس میں روح صدق نفخ کرکے مجھے عیسیٰ بنایا۔ مومنوں کی جو یہ دو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہیں

پھر اس کے متعلق آپ نے جو فرمایا بارہا الحکم میں درج ہوا ہے آخر اس لطیفہ پر اس کو ختم کر دیا کہ مریم صفات والے کے لئے ضرور ہے کہ وہ عیسویت کے رنگ میں تبدیل ہو جاوے اگر اس آیت میں صرف مریم کا لفظ ہوتا تو بہت سے افراد ہو سکتے تھے مگر خدا تعالےٰ نے احصان فرج اور نفخ روح کی قید لگا کر بتا دیا ہے کہ ایک ہی شخص ہوگا یہ ایک استعارہ تھا جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا اس کے لئے یہی وقت مقدر تھا پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ مریم، نفخ روح اور میرا نام عیسےٰ رکھنے کے الہاموں میں صرف ۹ یا ۱۰ ماہ کا فاصلہ ہے جو کہ مدت حمل ہے ان تمام ترقیات کا سلسلہ خدا کے ہاتھ میں ہے کسی کو کیا خبر ہے کہ کس طرح ایک بیج زمین کے اندر کیا کیا بن کر آخر کار ایک پیڑ بن جاتا ہے۔

---

۸ جنوری ۱۹۰۳ء

دربار شام

شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد اور سید عابد علی شاہ صاحب اور بعض اور آدمیوں نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضرت اقدس نے جماعت کو خطاب فرمایا۔

زمانہ کی موجودہ حالت

اس پر آشوب زمانہ میں جو غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے اللہ تعالےٰ کے حدود کی پروا نہیں کیجاتی۔ اور یہ حالت اہل دنیا کی ہو رہی ہے کہ اگر ذرا سا نقصان بھی دنیا کا دیکھیں تو اسکے لئے دین کے بہت بڑے حصہ کو چھوڑ دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ انسان

کسطرح خدا سے بُعد اور دوری اختیار کرتا اور اس کے اوامر و حدود کی پروا نہیں کرتا ہے مثلاً عدالتوں کے موقعوں پر دیکھتے ہیں کہ کسطرح معصیت کرتے ہیں ایسا ہی نفسانی جذبات کے وقت خدا تعالیٰ کی عزت و عظمت کا کوئی پاس نہیں کیا جاتا۔ پس ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہماری جماعت کے لیئے یہی نصیحت ہے کہ وہ خدا ترسی اور تقویٰ اختیار کریں۔ کیونکہ اس جماعت کے قائم کرنے سے اللہ تعالےٰ کا یہی مطلب ہے کہ سچی تقویٰ اور اخلاص جو بالکل اُٹھ گیا ہے اور سچا ایمان جو نہیں رہا اسکو پھر قایم کرے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ نیکی اور تقوے کا بیج ضائع کرے وہ جب دیکھتا ہے کہ ایک فصل ضائع کی گئی ہے تو دوسرے فصل طیار کر دیتا ہے پس یاد رکھو کہ

ہمارے مبعوث ہونے کی اصل غرض یہی ہے کہ پھر تقوے کی زندگی بحال ہو

یہی قرآن شریف بتاتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اسکا وعدہ اسی طرح موجود ہے اور قرآن شریف بھی تازہ بتازہ محفوظ ہے اور احادیث کا بھی بہت سا حصہ جو قرآن اور سنت کے خلاف نہیں موجود ہے۔ مگر جو چیز نہیں رہی وہ یہی تقوے ہے کلام الٰہی پر ایمان لانا اور اس کے موافق عملی حالت کو درست کرنا نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی اس کا نام لینے والا اور اخلاص اور پاکیزگی سے عبودیت کا اظہار کرنے والا نہیں رہا تو اسکی الوہیت تقاضا کرتی ہے کہ ایک مردہ قوم کی بجائے ایک **زندہ قوم** کو کھڑا دیتا ہے اسی غرض کے لیئے اسی سنت کے موافق اس نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔

نیکی کی حقیقت ترک شر اور کسب خیر

یاد رکھنا چاہیے کہ نیکی کی حقیقت اتنی ہی نہیں کہ بعض لوگ کسی شر سے ذرا سا پرہیز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نیک ہیں مثلاً ایک کہتا ہے کہ مینے کبھی چوری نہیں کی یا فلاں شخص موجود نہ تھا اور مینے اسکے گھر کو آگ نہیں لگا دی۔ ایسی شرارتوں سے بچنا درحقیقت کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں ہے۔ بہت سے جانور بھی ایسے ملینگے جنہیں یہ صفات پائے جاتے ہیں۔ میاں حسین بخش نام ایک شخص تھا اس کے پاس ایک کتا تھا وہ روٹیوں کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور ہرگز نہ کھاتا تھا۔ اور نہ کسی کو آ نشانے دیتا تھا۔ ایسا ہی ایک بلی کی بابت سنا تھا کہ اسکو بھی ایسا ہی سکھلایا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے امتحاناً ایک کوٹھڑی مین گوشت۔ حلوا وغیرہ جو اس کی مرغوب چیزین تہیں رکھدین اور اس کو بند کر دیا تین دن کے بعد جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ چیزین ثابت پڑی ہوئی تھیں۔ اور بلی مری ہوئی تھی + انسان کو ان واقعات کو سنکر شرم کرنی چاہیے کہ ان جانورون نے انسان کے حکم کو ایسا مانا کہ جان دیدی اور یہ انسان ہوکر خدا کے حکم کو نہین مانتا۔

اسی طرح بہت سے کتّے ایسے موجود ہین کہ وہ ویسی وفاداری کرتے ہین کہ انسان خدا کے ساتھ نہیں کرتا۔ جب اس مین وفاداری نہین ہے تو پھر خدا تعالیٰ انکے فیوض کیسے نازل ہون۔ دیکھو انسان کو وہ قوتے دئے گئے ہین کہ دوسرے کو نہین ملے۔ پھر نری شر سے پرہیز کامل نیکی نہین ہوسکتی کیونکہ اس میں بہایم بھی شریک ہین گھوڑے بھی وفادار ہوتے ہین اور بہت سے کرتب کرتے ہین جھک جاتے ہین چابک گرجاوے تو اٹھا کر پکڑا دیتے ہین۔ اس لئے انسان کا یہ فخر کرنا کہ چند گناہ جو خود اس نے گنے ہوئے ہین نہین کرتا یہ تو بہایم سیرت انسانوں کا کام ہے جو موٹے موٹے گناہ کرتے ہین ایسے لوگ کتے بلی کی طرح ہوتے ہین جنہوں نے جب برتن کھلا دیکھا تو منہ مار لیا۔ اسی طرح وہ انسان نہین بلکہ کتے بلے ہین جو اپنی حرکات مین خدا کے احکام کی رعایت نہین رکھتے آخر وہ پکڑے جاتے ہین اور زندان مین رکھے جاتے ہین جیل خانون کو جا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کسقدر مسلمان ان مین ہین کسی کا شعر ہے

حضرت انسان کہ حد مشترک را جامع است
مے تواند شد مسیحا مے تواند خر شدن

نفحات

خدا کے لئے نفحات ہین۔ بعض خدا کی لہر کے دن ہوتے ہین اسوقت انسان خدا سے قوت پاتے ہین اور بدیون سے بچنے کی انہین ایک خاص توفیق ملتی ہے یہ ایسی قوت پانے کے دن ہین مین اس امر سے منع نہیں کرتا کہ حد اعتدال تک دنیا کی کوشش کرو۔ مگر ایسا نہ ہو کہ دنیا ہی مین منہمک ہو جاؤ بلکہ دنیا دین کی خادم ہو اور اضطرار سے بچائے۔ مین ایسی دنیا کو روا نہیں رکھتا کہ اس مین ایسا انہماک ہو اور غرق ہو جاوے کہ دنیا دین کے لیئے ابتلا بن جاوے اور پھر خدا اور اس کے احکام سے اسقدر غفلت اور لاپروائی پیدا ہو کہ نماز روزہ کا خیال بھی نہ رہے۔

دنیا داری

خدا تعالےٰ سے دور پھینکنے والی دنیا کا سب سے بڑا حصہ اور دین سے نفرت دلانے والا قرب سلاطین ہے جسقدر ان کا قرب ہوتا ہے اسیقدر دل سخت ہوتا ہے اور ایک قسم کا تکبر اور رعونت بڑھتی ہے + پس ہمیشہ ایسی راہوں سے بچنا چاہیے جو انسان کی عبودیت مین فرق ڈالنے والی ہون۔ بیشک تجارت والے تجارت کرین اور ملازمت پیشہ ملازمت کرین مگر خدا کا خوف رکھین اور سوچین کہ ان کے باپ دادا کہان گئے اور سوچین کہ وہ عزیز و آشنا جو سال گذشتہ مین ہمارے ساتھ تھے ان مین سے اب کتنے باقی رہے ہین۔

سال دیگر را کہ مے داند حساب
تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

کسیکو آیندہ کی کیا خبر ہے کہ کیا پیش آوے اب طاعون ہی کو دیکھو کہ کیسی صفائی کر رہی ہے۔ خدا کا وجود برحق ہے اس کی بلاؤن سے کوئی دوسرا نجات نہین دے سکتا جب تک وہ خود فضل نہ کرے۔ اس لئے بہتر ہے کہ سچی تقوے اختیار کرو۔ جب تک انسان توسن گھوڑے کی طرح ہو مار کھاتا ہے لیکن جب ٹھیک ہو جاتا ہے تو پھر اشارہ پر چلتا ہے پس عوام تو مار کھاتے ہین اور خواص پر وحی و الہام ہوتا ہے۔ ان کیلیے وحی اشارہ ہی ہوتی ہے۔ اس حالت پر پہونچکر انسان گویا تعلیم یافتہ اسپ ہوتے ہین وہ اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر چلتے ہین مگر دوسرے لوگ مار کھانے کے سوا کام نہیں کرتے جب یہ مار کھانے کا زمانہ گذر جاتا ہے تب وحی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ زمانہ آتا ہے۔ لیکن

یہ مرحلہ سہولت سے
طے نہین ہوتا۔

تقویٰ ایسی شے نہیں کہ جو صرف منہ سے پورا ہو جاوے بلکہ شیطان بہکاتا ہے جیسے ذرا سی شیرینی پر بھی چیونٹیاں آتی ہیں اور جمع ہو جاتی ہیں اسی طرح شیطان ذرا سا موقع پا کر بھی گرد ہو جاتا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ تا انسان کو معلوم ہو جاوے کہ کوئی خود بخود عصمت اختیار نہیں کر سکتا جب تک خدا کی طرف سے طاقت نہ آوے جب طاقت آتی ہے تو فوراً تبدیلی کر لیتا ہے۔

نماز

تبدیلی کے لئے ضروری ہے۔ کہ دعائیں کرتا رہے اور اس کیلئے بہتر ذریعہ نماز ہے یہی نماز ایک نلکی ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ خدا اندر داخل ہو جاتا ہے اور شیطان کے زہر کو دور کر دیتا ہے دعا ہی ہے جس سے انسان پاک صاف ہو جاتا ہے دعا کرنے والے کو ضروری ہوتا ہے کہ پہلے اپنے مالک کی تعریف و توصیف کرے۔ یہ ضروری ہے اگر کوئی ایک طرف حاکم سے مانگے اور دوسری طرف گالی دے تو اُسے خاک ملیگا الٹا سزا پائے گا۔

اسی لئے سورۃ فاتحہ میں پہلے الحمد للہ کہا گیا ہے پھر بتایا ہے کہ وہ رب العالمین ہے۔ الرحمٰن ہے یعنے بغیر اعمال کے رحمت کرتا ہے پھر وہ الرحیم ہے یعنے اس کی رحمت ایسی ہے کہ کوشش پر بھی ثمرات مرتب کرتا ہے مالک یوم الدین ہے جزا و سزا اسکے ہاتھ میں ہے ان تعریفوں سے لازم آیا کہ بڑا خدا جو رب رحمٰن رحیم ہے وہ حاضر ناظر ہے اس لئے اب دعا کیوقت یہہ کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی جنپر تیرے انعام و اکرام ہوئے گویا جو تیری مقبول راہ ہے اور جنپر علیکر تیرے تلطف کا یقین ہے ان لوگوں کی نہیں جنپر کوئی فیض اور فضل مرتب نہیں ہوتا بلکہ مغضوب بنا دیتی ہے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا دین اور دنیا کی ساری حاجتوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ کسی امر میں جبتک صراطِ مستقیم نہ ملے کچھہ نہیں بنتا۔ طبیب کو زراعت کرنے والے کو غرض ہر انسان کو ہر کام میں صراط مستقیم کی ضرورت

بعض کہتے ہیں کہ انبیاء اس دعا کو کیوں مانگتے ہیں؟ انکو معلوم نہیں وہ ترقیات کے لئے مانگتے تھے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ غیر محدود ہے اسکے فیضان و فضل بھی غیر منقطع ہیں اس لئے وہ ان غیر محدود فضلوں کے حاصل کرنے کے لئے اس دعا کو مانگتے تھے

پس انسان کو وہ توفیق مانگنی چاہیے جو اس کی فطرت میں نیکی اور پاکیزگی پیدا کرے۔ اسکے بعد فسق۔ فجور۔ زنا۔ چوری۔ طمع۔ حقارت۔ عجب۔ بخل اور دوسرے اخلاق رزیلہ سے پرہیز کرنے کی قدرت ملتی ہے اور پھر وہ اخلاق فاضلہ میں ترقی کرتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کے دو بڑے حصے ہیں لوگوں سے محبت و اخلاق اور ہمدردی سے پیش آنا اور خدا سے محبت ذاتی سے پیش آنا۔ اور اس کی خدمت کے مضمون کو تلاش کرنا جس سے خدا راضی ہو جاوے جو لوگ ان باتوں کے کرنے والے ہوتے ہیں وہی مرضی ہوتے ہیں اور انکے لئے خدا نے فرمایا لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون اس سے زیادہ اور کیا چاہیے کہ خدا ان کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے ھو یتولی الصالحین حدیث صحیح میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ عبد مومن کے جوارح ہو جاتا ہے وہ اس کی آنکھیں ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے وغیرہ یہاں تک کہ من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب لکھا ہے کہ جو اہل اللہ کو ستاتے ہیں خدا ان پر ایسے حملہ کرتا ہے جیسے کوئی شیرنی کے بچے کو اٹھالے تو شیرنی جھپٹتی ہے۔

غرض خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھانا اسی پر موقوف ہے خدا کو سب کا ایک ہی ہے مگر جیسے جیسے اس کی طرف قدم بڑھاؤ وہ بھی بڑھاتا ہے اور خاص قسم کی رحمتیں اور تائیدیں اور نصرتیں عصمت اور حفاظت کیلئے کرتا ہے اور وہ ایسی تائیدیں ہوتی ہیں جو ہر ایک کی نہیں ہوتی ہیں اور اسی لئے یہ نشان بنجاتی ہیں انبیاء پر بھی مصائب اور مشکلات آتی ہیں مگر انھیں انکی ایسی تائید و نصرت ہوتی ہے کہ دوسرے حیران ہو جاتے ہیں دیکھو مکہ والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کسقدر کوششیں کیں مگر آخر واللہ یعصمک من الناس ہی صحیح ثابت ہوا۔

پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ خدا کے ستانہ ہمارے سامنے اپنے آپ کو صاف کرے اور اسکی محبت و یاد کا سلسلہ جاری رکھیں اور اسکے لئے نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کم از کم ہر روز پانچ مرتبہ موقع ملتا ہے روزہ سال کے

بعد آتا ہے زکوٰۃ وہ دیتا ہے جسکے پاس مال ہو حج وہ کرتا ہے جو من استطاع الیہ سبیلا کا مصداق ہو۔ اس لئے نماز کو ہمیشہ وقت پر پڑھا جاوے اور اسکو ضائع نہ کیا جاوے۔

جب بار بار دعا کرو گے اور سمجھو گے کہ ایسی ذات کے سامنے کھڑا ہوں جو اہی دعا قبول کر سکتا ہے تو اسی ساعت اور لحظہ دعا میں جوش پیدا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کے حضور دنیا کا سا حال نہیں کوئی حاکم ہو یا کوئی ہو وہ ناداری سے کسی وقت خالی نہیں ہو سکتا بھرا بھرایا خزانہ خدا کا ہے اسکے لئے صرف یقین کی حاجت ہے کہ میں ذلیل ہوں اور اسکے سامنے ہوں جو ابھی چاہے تو بیڑا پار کر سکتا ہے۔ پس جہانتک تضرع کر سکتا ہے کرے پھر وہ دیکھ لے گا کہ قبولیت ملتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا ملتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ بلعم کی دعا جو قبول ہوئی یہ کیا بات ہے؟ فرمایا قبولیت دعا دو قسم کی ہوتی ہے ایک بطور ابتلا دوسری بطور اصطفا۔ بلعم کی دعا بطور ابتلا کے تھی اسطرح پر تو بعض ہندوؤں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اصطفا کے طور پر صرف مومن کی دعا سنی جاتی ہے۔ اور یوں تو کیڑے مکوڑے کا بھی رزاق ہے۔

عرب صاحب

اس کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابو سعید عرب کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ چونکہ دور رہتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ کیا ثبوت ہے تو آپ کو یہی جواب دینا چاہیے کہ اس سلسلہ کی حقانیت کا ثبوت اسی طریق پر ہے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اسکی نبوت کے دو حصے ہیں اور پہلی کتابوں میں کچھہ ذکر ہوتا ہے یہ نظری ہوتا ہے اسپر لوگ جھگڑے کرتے ہیں اور تشکیک و شبہات پیدا کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو توریت میں تھی اس پر اعتراض کرتے ہیں ایسا ہی مسیح کی پیشگوئی پر کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے اسی طرح اگر ہماری بابت پیشگوئیاں پیش کیجاویں تو اسی قسم کے جھگڑے پیش کر دیتے ہیں جیسے یہودی کرتے تھے۔ پھر ہم قرآن سے استنباط کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ ہمارے ساتھ ہیں ماسوا اسکے تائیدات ہمارے ساتھ ہیں نزول المسیح میں جو ڈیڑھ سو نشان لکھا ہے کیا کوئی اسکی تکذیب کر سکتا ہے۔ غرض اسپر آپ پیشگوئیوں کا ذکر فرماتے رہے

۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع کے متعلق ذکر کیا آپ نے فرمایا انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھانا چاہیے۔ ویسے ہی ظاہر میں بھی ان لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو انگریزی لباس کو یہاں تک اختیار کرتے ہیں کہ عورتوں کو بھی اس لباس اور وضع میں رکھنا پسند کرتے ہیں جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اس قوم کو اور پھر دوسری اوضاع واطوار حتی کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔ اسلام نے سادگی کو پسند فرمایا ہے تکلفات سے منع کیا۔

چھری کانٹے سے کھانا

چھری کانٹے سے کھانے کے متعلق فرمایا کہ اسلام نے منع تو نہیں فرمایا ہاں تکلف سے ایک بات پر زور دینے سے منع کیا ہے اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چھری سے گوشت کاٹکر کھایا اور یہ فعل اس لیے کیا کہ اُمّت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز صورتوں پر کھانا جائز ہے مگر بالکل اسکا پابند ہونا تکلف کرنا اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو ناجائز سمجھنا منع ہے کیونکہ آہستہ آہستہ انسان یہاں تک تتبع کرتا ہے کہ انکی طرح طہارت بھی چھوڑ دیتا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے یہی مراد ہے کہ التزاماً ان باتوں کو کیے ورنہ بعض وقت ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے میں خود بعض وقت میز پر کھانا رکھ لیتا ہوں جب کام کی کثرت ہوتی ہے۔ اور میں لکھتا ہوتا ہوں اور ایسا ہی کبھی چٹائی پر کبھی چارپائی پر بھی کھاتا ہوں۔

تشبہ کے معنی یہی ہیں کہ اس الکبر کو لازم پکڑ لیا جاوے ورنہ ہمارے دین کی سادگی پر غیر اقوام نے بھی رشک کھایا اور انگریزوں نے بھی تعریف کی ہے۔ اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لیکر اختیار کیے تھے مگر اب رسم پرستی کے طور پر مجبور ہیں کہ ترک نہیں کر سکتے

ڈاڑھی (ریش)

پھر عرب صاحب نے ڈاڑھی کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ہر ایک انسان کے دل کا خیال ہے بعض ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر خوبصورتی سمجھتے ہیں مگر ہمیں اس سے ایسی سخت کراہت ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو بھی نہیں چاہتا۔ ڈاڑھی کا جو طریق انبیا اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے البتہ اگر بہت لمبی ہو تو ایک مشت رکھکر کٹوا دینی چاہیے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز عورت اور مرد کے درمیان رکھدیا ہے۔

اسپر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر نے طاعون کے متعلق پلیگ گائڈ جدید کتاب کا حوالہ دیا کہ اسمیں لکھا ہے کہ ڈاڑھی ہرگز نہ منڈوانی چاہیے ورنہ اگر زخم ہوا تو طاعونی مادہ فوراً اثر کریگا آپ نے فرمایا کہ اُستروں سے بھی بعض اوقات دوسرے زہر اور آتشک کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے ہمیشہ اُسترے کے استعمال کرنے میں بہت احتیاط لازم ہے اور رشتہ پر تو اسکا استعمال بہت خطرناک ہے ہاں غیر مناسب بال کٹوا دینے چاہییں نہ کہ منڈوانے۔

پیشگوئیاں اور احتیاط

فرمایا پیشگوئیوں کے لیے انسان کو یہ طمع ہرگز نہیں کرنی چاہیے کہ ایسی کھلی ہوں کہ نام تک لیکر بتایا جاوے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوگا کیونکہ توریت میں جو آپکے متعلق پیشگوئیاں ہیں وہ ایسی طرح سے نہیں بلکہ ایسے الفاظ تھے کہ یہود کو ٹھوکر لگی اور ایسا ہی الیاس والے معاملہ میں ٹھوکر کھائی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام امور پر یکجائی نظر کر لی چاہیے۔ پھر مومن اور متقی کو ثبوت ملتا ہے کہ ایک طرف قرآن احادیث کتب سابقہ ہمارے ساتھ ہیں اور ایک طرف صدہا نشانات جن میں سے ڈیڑھ سو کا ذکر نزول المسیح میں ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کہ صادق نشانوں سے شناخت کیا جاتا ہے۔

فرمایا یہی اعتراض کرنیوالوں کو حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا ثبوت مشکل ہوگا۔ یہود و یونکو دوبارہ حیرت کا مقام پیش آیا اول مسیح کے معاملہ میں جب انھوں نے یوحنا کو الیاس ٹھیرایا دوسرے آنحضرۃ صلعم کیونکہ وہ بنی اسماعیل میں سے ہوئے۔ مسیح کا نام نعوذ باللہ ابن ذباب یعنی مکھیوں کا سردار رکھا اور مجنون کہا، آنحضرت کو بھی ساحر اور مجنون کہا۔

آخری زمانہ کا ذکر قرآن میں

ریل وغیرہ کے تذکرہ پر فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا نے ہماری جماعت کو فائدہ پہنچایا ہے سفر کا آسان ہونا بہت آرام دہ بات ہے اس زمانہ کی نسبت خبر دی کہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ اس قسم کی دوسری آیات سے بتایا۔ فرمایا

کسوف وخسوف اور شق القمر

کسوف خسوف کے ذکر پر فرمایا کہ یہ بڑا نشان ہے جو اس وقت پورا ہوا ہے براہین احمدیہ میں اسکا ذکر استعارہ کے طور پر اس طرح آیا ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یہ میرا الہام بھی ہے اور بعض علماء محدثین کا یہی مذہب ہے کہ شق القمر بھی ایک قسم خسوف کی تھا۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے حوالہ دیا کہ عبداللہ ابن عباس کا یہی مذہب ہے اور شاہ ولی اللہ بھی یہی کہتے ہیں اور ہمارا اپنا مذہب بھی یہی ہے کہ وہ از قسم خسوف تھا کیونکہ بڑے بڑے علما اس طرف گئے ہیں

طوفان نوح

طوفان نوح کے متعلق فرمایا کہ قرآن سے یہ ثابت نہیں کہ کل زمین کی آبادی کو اسوقت تباہ کر دیا تھا۔ بلکہ صرف انہی قوم پر تباہی آئی تھی

ختم نبوۃ

سوال کیا گیا کہ مسیح ناصری کے آنے سے ختم نبوۃ ٹوٹتی ہے تو مرزا صاحب کے دعویٰ نبوۃ سے کیوں نہیں ٹوٹتی۔ فرمایا کہ مسیح

الدین

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲)

یہ لوگ اپنے مخازن علوم کو کافی سمجھتے ہیں اور خطرناک جرم کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور باغی ٹھیرائے جاتے ہیں اور یہ سچ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہی سے تو وہ مقابلہ کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ایک انسان کو معظم و مکرم اور مطاع بنانا چاہتا ہے تو ہر ایک کا فرض ہے کہ رضاء الہی کو مقدم کرے اور اسکو اپنا مطاع سمجھے ارادہ الہی کو کوئی چیز روک نہیں سکتی اس کے مقابلہ میں تو جو آئیگا وہ ہلاک ہوجائیگا پس جو خلاف ورزی کرتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ میرے علوم کے سامنے اسکی احتیاج نہیں وہ اس تعظیم ۔ مکرمت ۔ اعزاز میں جو اس مطاع مکرم و معظم کے متبعین کو ملتا ہے حصہ دار نہیں ہوتا بلکہ محروم رہ جاتا ہے ۔ خواہ ایسا انسان اپنے طور پر کتنی ہی نیکیاں کرتا ہو مگر بس ایک انسان کی مخالفت اور خلاف ورزی سے اسکے اعمال حبط ہوجاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان منشار کے خلاف کرتا ہے اسپر بغاوت کا الزام ہے ۔ دنیوی گورنمنٹوں کی نظام میں بھی یہی قانون ہے ایک بھلا مانس آدمی جو کبھی بدمعاملگی نہیں کرتا ۔ چوری اور رہزنی اسکا کام نہیں تاجر ہے تو چونگی کا محصول اور دوسرے ضروری محاصل کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرتا ۔ زمیندار ہے تو وقت پر لگان ادا کرتا ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ بادشاہ کی ضرورت نہیں اور اسکے اعزاز و اکرام میں کمی کرے تو یہ شریر اور باغی قرار دیا جاویگا۔

اسی طرح پر ماموروں کی مخالفت خطرناک گناہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے حضور ہوسکتا ہے ابلیس نے یہی گناہ کیا تھا ۔ انبیاء علیہ السلام کے حضور شیاطین بہت دھوکے دیتے ہیں میرے نزدیک وہ لوگ بڑے ہی بدبخت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے منشار کے خلاف کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اسپر لعنت بھیجتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ معزز و مکرم اور مطاع ہو تو اسکی مخالف کرنے والا تباہ نہو تو کیا ہو یہی سر ہے جو انبیاء و مرسل اور ماموریں کے مخالف ہمیشہ تباہ ہوئے ہیں سو وہ جرم بغاوت کے مجرم ہوتے ہیں

پس کتابوں کے بعد رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ انسان **متکبر** ہوجاتا ہے اور پہلا گناہ دین میں خلیفۃ اللہ کے مقابلہ ہی تہا **ابی و استکبر** اس میں شک نہیں کہ سُنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ ماموروں پر اعتراض ہوتے ہیں اچھے بھی کرتے ہیں اور بُرے بھی مگر اچھوں کو رجوع کرنا پڑتا ہے اور بُرے نہیں کرتے ۔ مگر مبارک وہی ہیں جو اعتراض سے بچتے ہیں کیونکہ نیکوں کو بھی آخر مامور کے حضور رجوع اور سجدہ کرنا ہی پڑا ہے ۔ پس اگر بہیہ ملک کیطرح ہی ہو پھر بھی اعتراض سے بچو کیونکہ خدا تو سجدہ کرائے بغیر نہ چھوڑیگا ورنہ لعنت کا طوق گلے میں پڑے گا۔

جزا و سزا اس کے بعد پانچواں رُکن ایمان کا **جزا و سزا** پر ایمان ہے ۔ یہ ایک فطرتی اصل ہے اور انسان کی بناوٹ میں داخل ہے کہ جزا اور بدلے کے لئے ہوشیار اور سزا سے مضایقہ کرتا ہے یہ ایک فطرتی مسئلہ ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ۔ ایک بچہ بھی جب دیکھتا ہے کہ یہاں سے دُکھ پہونچیگا وہاں سے ہٹتا ہے اور جہاں راحت پہونچتی ہے وہاں خوشی سے جاتا ہے ۔ چلاّ چلاّ کر بھی جزا لینے کو طیار رہتا ہے یہانتک کہ فاسق و فاجر کی فطرت میں بھی یہ امر ہے ۔

ایک آدمی کبھی پسند نہیں کرتا کہ دوسرے کے سامنے ذلیل و خوار ہو ۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ معزز ہو ہمنے دیکھا ہے کہ فیل ہونے سے ایک بچہ کو کیسی ذلت پہونچتی ہے بعض اوقات ان ناکامیوں نے خودکشیاں کرادی ہیں اور پاس ہونے سے کیسی خوشی ہوتی ہے زمیندار کو دیکھا جب بروقت بارش نہو پھل کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو کیسا رنج ہوتا ہے لیکن اگر غلہ گہر لے آوے تو کیسا خوش ہوتا ہے ۔ اسی طرح ہر حرفہ صفت والا دوکاندار غرض کوئی نہیں چاہتا کہ محنت کا بدلہ نہ ملے اور بچاؤ کا سامان نہو۔

پس جب یہ فطرتی امر ہے تو اسکو بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کا جزو رکہا ہے کہ جزا و سزا پر ایمان لاؤ ۔ اللہ مالک یوم الدین ہے رنج و روشن کی طرح اسکی جزائیں سزائیں ہیں اور وہ مخفی نہ ہونگی اور مالکانہ رنگ میں آئیں گی جیسے مالک اچھے کام پر انعام اور بُرے کام پر سزا دیتا ہے ۔ اس حصہ پر ایمان لاکر انسان کامیاب ہوجاتا ہے مگر اس میں سستی اور غفلت کرنے سے ناکام رہتا ہے اور قرب الہی کی راہوں سے دور چلا جاتا ہے۔

دوسرا سوال پہر دوسرا سوال جو جبرائیل نے تعلیم الدین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور آپنے اسکا جواب دیا وہ ہے **ما الاسلام؟** اسکا جواب جو پاک انسان خاتم الانبیاء و خاتم الاولیاء خاتم الکمالات کی زبان سے نکلا وہ یہ ہے

ان تشھد ان لا الہ الا اللہ۔

جو بات انسان کے دل سے اُٹھتی ہے ضرور ہے کہ اسکا اثر اس کے اعضاء و جوارح اور مال پر پڑے کون نہیں سمجھتا کہ شجاعت اگر اندر ہو تو وہ اپنے ہاتھ بازو اور اعضا سے محل و موقع پر اسکا ثبوت نہ دیگا ۔ اگر وہ موقع پر بھاگ جاتا اور بزدلی ظاہر کرتا ہے تو کوئی اسکو شجاع نہیں کہہ سکتا ۔ اسی طرح سخاوت ایک عمدہ جوہر ہے لیکن اگر اسکا اثر مال پر نہیں پڑتا ۔ تو وہ سخاوت نہیں بخل ہے ایسا ہی عفت ایک عمدہ صفت ہے ضرور ہے کہ جس میں یہ صفت ہو وہ بدنظری اور بے حیائی سے بچے اور تمام فواحش و ناپاک کاموں سے پرہیز کرے ۔ اسیطرح جسکے اندر قناعت ہو ضروری ہو کہ وہ دوسروں کے مال پر بیجا تصرف سے پرہیز کریگا ۔ غرض یہ ضروری بات ہے کہ جب اندر کوئی بات ہو تو اسکا اثر جوارح اور مال پر ضرور ہوتا ہے۔ پس اگر سچی نیازمندی فرمانبرداری تحریک ملائکہ ۔ کتابوں ۔ ملہموں خلفاء اور صلحوں کی اطاعت میں ہو اور دل میں یہ بات ہو تو زبان پر ضرور آئیگی اور وہ اظہار کرے گا ۔ اگر سچائی سے کسی انسان کو مانا ہوا ہو اور اسکے اظہار سے مضایقہ ہو تو یاد رکھو دل کمزور ہے ۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر اللہ کے اسمار پر کامل یقین ہو اور اس کے رسولوں پر ملایکہ پر اور کتابوں اور انبیار پر یقین ہو اور ایسا ہی اس یقین میں انکی نواب اور اللہ کا قرب داخل ہے تو اس یقین کا اثر زبان پر آتا ہے اور وہ ایک لذت کے ساتھ کہہ اٹھتا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ۔

بے ریب سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل صفات والا انسان کل سچائیوں اور علوم حقہ کا لانے والا ہے۔ جب یہ اقرار اور وہ ایمان ہو تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ سچی نیازمندی کے ساتھ جناب الٰہی کے حضور پیش ہو۔ اور یہی نماز ہے نماز ظاہری پاکیزگی ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت۔ قدوسیت مجدیت۔ پھر ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور اسکے ملک و ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ واریوں کو یاد کرکے کہ اس قلب کے ساتھ ماننے کو طیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھکر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اسکی وہ خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے جو ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر میں بیان ہوا ہے پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہا بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضار اور جوارح پر اپنا اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کریگی اور اسکا اثر مال پر پڑے گا۔

صدقہ فطر

اور ایک مقررہ حصہ اپنے مال کا دیگا۔ جیسے آج کے دن بھی صدقۃ الفطر ہر شخص پر غنی ہو حر ہو یا عبد غرض سب پر واجب ہے کہ صدقہ دے تاکہ روزں کے لئے طہر کا کام دے اور نماز سے پہلے ایک مقام پر جمع کرے۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ وحدت پیدا ہو اسلام کے ہر امر میں وحدت کی روح پھونکی گئی ہے جب تک وحدت نہ ہو اسپر اللہ کا ہاتھ نہیں ہوتا جو جماعت پر ہوتا ہے میں درختوں کو دیکھ سوچتا ہوں کہ اگر ایک ایک پتہ کہے کہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں اور اپنے رب سے مانگتا ہوں وہ مجھے سرسبز کردیگا کیا وہ الگ ہوکر سرسبز رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ مرجھا جائے گا۔ اور اونٹے سے جھوکے سے گر جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ ایک شاخ سے اسکا تعلق ہو اور پھر اس شاخ کا کسی بڑی شاخ سے اور اسکا کسی بڑے تنے سے تعلق ہو جو جڑ اور اسکی رگوں سے اپنی خوراک کو جذب کرے۔ یہ سچی مثال ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا بیج لگاتا ہے تو جو شاخ اس سے الگ ہوکر بارآور اور ثمردار ہونا چاہے وہ نہیں رہ سکتی خواہ اُسے کتنے ہی پانی میں رکھو وہ پانی اسکی سرسبزی اور شادابی کی بجائے اس کے سڑنے کا موجب اور باعث ہوگا۔ پس وحدت کی ضرورت ہے اسی لئے صدقۃ الفطر بھی ایک ہی جگہ جمع ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید سے پہلے یہ صدقہ جمع ہوجاتا اور ایسے ہی زکوٰۃ کے اموال بڑی احتیاط سے اکٹھے کئے جاتے یہانتک کہ منکرین کے لئے قتل کا فتویٰ دیا گیا۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے بھائیوں میں ابھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوئی یا ہوئی ہے تو بہت کمزور ہے۔

تم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ تم نے اسکو کامل صفات سے موصوف مانا ہے اور یہانتک تم نے توحید سے حظ اُٹھایا ہے کہ اگر کوئی غلطی سے مخلوق میں سے کسی کو ان صفات سے موصوف مانتا تھا تم نے اسکو بھی اس امام کے طفیل سے چھوڑا اور اب تم پاک ہوگئے کہ مسیح کو خالق اور باری۔ محلل محرم اور محیی اور ممیت اور عالم الغیب سمجھیں تو جیسے یہ امتیاز حاصل کیا تھا اب کیسی ضرورت تھی کہ پھر صحابہ کیطرح تمہارے سارے تعلقات اس شجر طیبہ کے ساتھ ہوتے جسکے ساتھ پیوند ہوکر وہ تمام پھل لانے والے تم ہو سکتے تھے مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے جب میں کسی کو اپنے تعلقات سے باہر دیکھتا ہوں۔ دیکھو تمہارے تعلقات تمہارے چال چلن۔ شادی و غمی حسن معاشرت۔ تمدن۔ سلطنت کے ساتھ تعلقات غرض ہر قول و فعل آیندہ نسلوں کے لئے ایک نمونہ ہوگا پھر کیا تم چاہتے ہو کہ رحمت اور فضل کا نمونہ تم بنو یا لعنت کا۔ پس دعائیں کرو کہ تم جو اس پاک چشمہ پر پہونچے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے سیراب کرے اور عظیم الشان فضل اور خیر کے حاصل کرنے کی تمہیں توفیق ملے۔ اور یہ سب توفیقیں اسوقت ملیں گی جب تمہارے سب معاملات ایک درخت سے وابستہ ہوں۔

پس ان سارے چندوں اور اغراض میں ایک ہی تنا اور جڑ ہو۔ پھر ایسی وحدت ہو کہ تمام دغا اور فریب کپٹ سے بری ہوجاؤ۔ شاید تم نے سمجھا ہو کہ کسی کتاب کا نام کشتی نوح ہے۔ نہیں کچھ اغراض و مقاصد ہیں کچھ عقاید اور اعمال ہیں اسپر وہی سوار ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اسکی تعلیم کے موافق بناتا ہے۔ پھر ان سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جسکا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقت معین تک چھوڑتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کا استعمال کیوں کریگا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نکرے اسلئے فرمایا لعلکم تتقون۔

پھر جیسے پنجگانہ نماز ہر محلے میں با جماعت پڑھتی ہیں اور پھر جمعہ کی نماز سارے شہر والے اسی طرح اور گرد کے دیہات والے اور کل شہر کے باشندے جمع ہوکر عید کی نماز ایک جگہ پڑھتے ہیں اس میں بھی وہی وحدت کی تعلیم مقصود ہے غرض اسلام کے ہر رکن میں ایک وحدت کو قایم کیا ہے پھر اسکو قائم رکھنے کے لئے خاص حکم بھی دیا لا تنازعوا۔ باہم کشمکش نکرو۔ کیونکہ جب ایک کھچا کھچی کرتا ہے تو دوسرا بھی اس میں مبتلا ہوجاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہوا بگڑ جاتی ہے۔ جب یہ خود دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو چونکہ وہ بھی کبریائی کا مظہر ہے اس لئے تکبر کرتا اور وحدت اٹھ جاتی ہے

نصیحت

اے مومنو خوف ہے کچھ خدا کا
گھٹایا ہے کیوں مرتبہ مصطفیٰ کا
جو ختم الرسل ہیں وہ سوئیں زمیں پر
بٹھایا ہے عیسیٰ کو عرش بریں پر
صحیح نص سے بھائی ہم کو بتا دو
کلام الٰہی سے ہم کو پتا دو
مع جسم ہے وہ فلک پر چڑھایا
کسی نے ہمیں آج تک نہ بتایا
سند زندہ ہونے کی ہے پاس بھائی
نہیں آج تک تم نے ہمکو دکھائی
دوبارہ وہ آئینگے کیونکر زمیں پر
کہ جو زندہ بیٹھے ہیں عرش بریں پر
اے بھائیو چھوڑ دو اب تو غفلت
ہوئی پوری دنیا میں اب ساری حجت
پیمبر نے جو کچھ زباں سے کہا ہے
بخاری میں جا دیکھ لے کیا لکھا ہے
نہیں مانتے گر ہو حجت ہماری
تو تم دیکھ لو جا کے مسلم بخاری
یہ قول نبی سے ہوا ہے مبیّن
کہ موعود عیسیٰ ہوئے ہیں ہویدا
خلاف ہمارے اگر تم کروگے
مسلماں ہو کر نہ ہرگز مروگے
ہمیں تیس آیت سے ظاہر ہوا ہے
مسیح ابن مریم جہاں میں موا ہے
نشان سماوی سے ظاہر ہوا ہے
کہ موعود کا وقت اب آگیا ہے
جو موعود آنا تھا سو آگیا ہے
نیا اس کے آنیکا ہم کو ملا ہے
کلام الٰہی نے دی یہ نشانی
کہ موعود عیسیٰ ہے وہ قادیانی
خدا سے ڈرو اور بیعت کو آؤ
کدورت کو دل سے تم اپنے مٹاؤ
تمہارے مٹانے سے یہ کب مٹیگا
تمہارے ستانے سے کب یہ ہٹیگا
نہیں مانتے گر ہو کہنا ہمارا
تو بدتر ہو دے گا بنیک تمہارا
الٰہی بحق مسیح زمان تو
مجھے جلد پہونچا دے دار الامان تو
اطاعت میں موعود کے رکھہ الٰہی
مٹا میرے دل سے گنہ کی سیاہی

رفع الزام

میرے مکرم معظم ایڈیٹر صاحب السلام علیکم
میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ از راہ عنایت ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار دُرِ بے بہا میں درج فرما کر خاکسار کو شکریہ کا موقع دینگے۔ ؎
میخانہ میں آئے تو لڑائی دیکھی۔
مسجد میں گئے تو ہاتھا پائی دیکھی
ریفارمروں میں بھی تنازعہ رہا
ہر وصل میں صورت جدائی دیکھی
میرا اصول ہمیشہ سے ذیل کے شعر میں رہتا ہے۔
تو پاک باش برادر مدار از کس باک
عرصہ تقریباً ۳ سال کا گذرا ہوگا۔ کہ میرے مکرم دوست مستری حسن دین صاحب نے میرے رو برو حضرت مجدد دوران مسیح موعود اور مہدی موعود کے بارے میں چند دلائل بیان فرمائے جس میں کہ آپ کامیاب ہوئے + میں نے اسی روز سے اپنے تمام بیہودہ خیالات کو جو میرے کو معترض تھے۔ دور کر دئیے۔ گو چند عرصہ کے لئے خاکسار کو چند مولویوں نے راہ حق کی طرف جانے سے روکا مگر کچھہ بن نہ پڑا۔ اور آخرکار اُن کو نہایت سخت درجے کی ذلت نصیب ہوئی (میرا بچپن ہی سے علماء و فضلا کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا رہا ہے) میرا مدعا جو مضمون کے ارسال کرنیکا ہے وہ یہ ہے کہ آج میں نے اخبار دار العلوم دہلی میں ایک مضمون بہ عنوان "مرزا جی کی چالاکیوں کا انکشاف" پڑھا۔ مجھکو اس مضمون کے پڑھنے سے جسقدر حیرت ہوئی۔ اور جسقدر تفکرات اور خیالات نے مجھے دامنگیر ہوئی۔ وہ انسانی قلم سے بہت دور ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس بیہودہ مضمون کی تردید کے لئے قلم اٹھاؤں راقم اس مضمون کے ارسال کرنیکا چاچا احمد علی امرتسری ہے اس نے جو کچھ تحریر کیا۔ وہ اُن کی لیاقت پر دال ہے میرا ارادہ جناب ایڈیٹر صاحب اس مضمون کے مطالعے کے بعد یہ بالکل نہ تھا کہ میں اس کی تردید کے لئے اپنی قلم چند سکنڈ کے لئے اٹھاؤں۔ مگر بخیال اس امر کے کہ اس سے خلق مشتبہ ہو جاوے گا اگر اس کی تردید خاکسار ذیل کی چند سطور میں نکرے

الٰہی مطلع انوار رحمت ساز جانم را
کلید مخزن اسرار دل گردان زبانم را

راقم مضمون کے بھیجنے والا اخبار میں تحریر کرتا ہے کہ عوام الناس میں یہ بیہودہ خیال معلوم نہیں کہ کسطرح سے پھیل گیا ہے کہ دے ہر وقت صبح و شام بلکہ راتوں میں کہ مرزا جی کے مریدوں کی تعداد بے حساب ہو گئی ہے مگر ان عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پکوں یہ بات شاید معلوم نہیں کہ مرزا جی نے الحکم میں جعلی بیعتوں کی فہرست کہول ہے قصہ کوتاہ بطور مثال کے تحریر کرتے ہیں۔ "میرے ایک دوست کے بھائی میاں محمد دین طالب علم اسلامیہ سکول راولپنڈی (مدعا خاکسار ہی) میں پڑھتا ہے اور وہ اکثر حکیم شہنواز کی دوکان پر جایا کرتا تھا۔ پس اس کا وہاں جانا ہی تھا کہ حکیم صاحب نے اس کا نام اخبار الحکم میں فہرست جعلی بیعت کنندگان میں درج کرا دیا۔" اب دیکھیے کہ اس جگہ راقم مضمون نے کسقدر حق کو چھپایا اور خدا کا ذرا بھی خوف نہ کیا ناحق سچے۔ راست بین کلمات کو جھوٹ مشہور کیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد مسیح موعود۔ و مہدی موعود کو راست مسیح سمجھتا ہوں اور ان کے تمام احکام کی پابندی کرنی نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے مگر افسوس بجائے پابندی احکام کے مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے اور ہر ساعت منصوبے گھڑتے رہتے ہیں کہ اس نور کو اپنی پھونکوں سے بجھائیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ خدائے قدوس ہمارا معاون اور مددگار ہے۔ ہمیں صرف اسی کی مدد درکار ہے۔ خواہ تمام جہان کے لوگ ایکطرف کیوں نہ ہو جائیں۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

آہ! اس بدبخت قوم نے تیرے پاک نبی کو نہ مانا اور انواع و اقسام کی تکلیفیں دینے کے علاوہ اس کو نہایت ہی ناشائستہ اور سب و شتم سے یاد کیا۔ افسوس آتا ہے۔ کہ انہوں نے کسطرح ایسے بیہودہ اور لغو مضمون کو اپنے اخبار میں درج کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب مضمون کی حقیقت پر کچھہ غور نہیں کرتے اور خواہ مخواہ اخبار میں درج کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایڈیٹر کا یہ اہم فرض

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ہمارا مقدمہ

مقدمہ کے تفصیلی حالات کے لیے جنکو پڑھکر ان شاء اللہ العزیز ہمارے ناظرین ازبس محظوظ ہوں گے اور اُنکے ایمان میں ترقی ہوگی ہم اس اشاعۃ سے دو صفحے بڑھاتے ہیں لیکن سردست وہ جہلم کے مقدمات کے نتائج کے منتظر ہیں اس لیے ہمنے اپنی قوم کیطرفسے مقدمات جہلم کے خارج ہونے پر جو ضمیمہ شائع کیا ہے اُسکو درج کرتے اور اگلی اشاعۃ میں تفصیلی حالات درج ہونے شروع ہونگے

(ایڈیٹر)

* [illegible] کسی دوسری جگہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الحق کی عظیم الشان فتح۔ منحوس باطل کی خطرناک شکست

یعنی

جہلم والے مقدمات کا پہلی ہی پیشی پر خارج ہونا

اور

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کا پورا ہونا

شعر

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانیست کبیر

شعر الہامی

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے

شعر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرۃ آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

شعر

کبھی نصرۃ نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

الحکم

کا خاص پرچہ جو ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کو اس عظیم الشان نشان کے ظہور پر ایڈیٹر الحکم نے خادم قوم ہونے کی حیثیت سے اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بطور **مبارکباد** پیش کیا اور قوم کو ان نشانات کے پورا ہونے کی اطلاع کے لیے اور دوسرے لوگوں پر اتمام حجۃ کی خاطر شائع کیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد ہم نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستایش کرتے ہوئے یہ **مژدہ** راحت بخش اپنی قوم کو خصوصًا اور دوسرے لوگوں کو عمومًا سُناتے ہیں کہ جو مقدمات فوجداری حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ تعزیرات ہند مولوی کرم الدین صاحب ساکن بھیں کی طرف سے جناب رائے سنسار چند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع جہلم کی عدالت میں دائر تھے۔ اور جنکی پہلی پیشی ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوئی تھی وہ پہلی ہی پیشی پر خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے موافق جو اُس کے برگزیدہ رسول کی معرفت ایک عرصہ پہلے شائع ہو چکے تھے

خارج ہو گئے

اور حضرۃ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ اور آپ کے خدام و اہل جوان مقدمات میں شریک تھے عزۃ و احترام کے ساتھ بری ہوئے وللہ الحمد۔ ہم اس عظیم الشان کامیابی پر سید و مولیٰ امام کی حضور قوم کیطرفسے بحیثیت ایک قومی خادم ہونے کے مبارکباد عرض کرتے گر قبول افتد زہے عز و شرف

مقدمات میں کامیابی بظاہر ایک معمولی اور مرہ کی بات ہے۔ اور جب دو فریق عدالت جاتے ہیں تو ایک ضرور کامیاب اور دوسرا نامراد رہتا ہے لیکن یہ کامیابی معمولی کامیابی نہیں یہ خارق عادۃ کامیابی ہے یہ خدا کا عظیم الشان نشان ہے جو معمولی نگاہ اور نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں کیونکہ مقدمہ کے وجود سے بھی ایک سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور اور مرسل مسیح موعود کو ایک کے ذریعہ سے اس **وارنٹ کیس** کے دائر ہونے اور پھر اس سے **بری** ہونے کی اطلاع دی تھی۔ جو الحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہو چکی ہے * اور پھر متواتر مقدمات کے دائر ہونے سے چندروز پیشتر اس کے متعلق الہام ہونے شروع ہوئے جنکو ہم نے اس اشتہار کے حاشیہ میں دیدیا ہے ان تمام الہامات کو یکجائی نظر سے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا یہ انسانی طاقت اور قیافہ شناسی کے اندر ہے کہ **ایک سال پہلے** پورے وثوق اور زور کے ساتھ ایک واقعہ کی خبر دیجائے ایسی حالت میں کہ اس کے متعلق کوئی نشان بھی پایا نہ جاتا ہو؟ الحق! خدا کے وعدے سچے اور اُسکی باتیں پوری ہیں۔ انہیں کوئی تغیر نہیں

اے دانشمندو! اے قوم کے مدبرو!! اور اے نوجوانو!!! خدا کیلئے اُٹھو!!! اور سوچو کہ کیا یہ چھوٹی سی بات ہے؟ کیا ابھی تک تم پر حجۃ پوری نہیں ہوئی؟ کیا تم اس کے بعد کسی اور نشان کے منتظر ہو؟؟؟!!!

اے **مظفر! تجھپر سلام**!!! فتح و ظفر کی کلید تجھے خدا کیطرف سے دی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق جو تیری زبان سے اُسنے صادر کرایا **انی صادق! انی صادق**! لاریب تو روز روشن میں صادق ٹھہرا۔ بیشک! تیری اس پیشگوئی کے موافق کہ سیشہد اللہ لی

تیرے لیے زمین و آسمان اور رانی السموٰت والارض کے خدا نے ایک زبردست شہادت پیدا کی اسی کے موافق جو تونے مانگی - تیری صداقت کھل گئی۔

اے خدا کے جری ! (تجھپر صلوٰۃ اور سلام) تجھے عزۃ کا خطاب دیا گیا۔ اسی کے موافق جو کئی سال پہلے خدا نے کہا تھا **لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ** کیونکہ اس خطاب کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان ہے جیسے کہا گیا تھا کہ "اور ایک عظیم الشان نشان اس کے ساتھ ہوگا" اے خاتم الانبیا کے موعود اور اے انبیا و مرسلین کی نوید ! تجھے ہر طرف سے برکات دکھائی گئیں - اسی کے موافق جو خدا نے اس مقدمہ کو جاتے ہوئے بمقام لاہور ۱۶ جنوری کو تجھے مخاطب کرکے فرمایا **اُرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرَفٍ** اور ہر طرف سے تیری زیارت اور شرف بیعت کے لیے لوگ دوڑے آئے تیری قبولیت ملائکہ نے دنیا میں پھیلا دی۔

اے خدا کے برگزیدہ رسول ! الحق خدا تیرے ساتھ کھڑا ہوا اپنے وعدہ کے موافق جب اس نے کہا **اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ** اور اے مہدی ! فی الحقیقۃ خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آیا جیسا اس نے فرمایا **اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْ** - اے جری اللہ ! خدا تعالیٰ نے جیسا قریبًا تین سال پہلے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا کہ دشمنوں سے ملاقات کرنے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی -

اے نبی اللہ ! تجھے وہ بشارۃ ملی جس کا وعدہ **بشارۃ تلقاھا النبیّون** میں یوم العیدہ کو دیا گیا - لاریب خدا تعالیٰ کے وہ سارے وعدے جو اس نے اس مقدمہ کے متعلق سے تجھے پورے ہوئے ان تمام پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر ہم پھر تجھکو اور تیری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں !!! چونکہ وہ انسان بھی بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیشگوئیوں اور وعدوں کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہو اس لیے ہم صدق دل سے اپنے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کے فخر خواجہ **کمال الدین** صاحب احمدی بی اے - ایل ایل بی - پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کو بھی مبارکباد دیتے ہیں جنکو ان وعدوں کے پورا کرنے میں خدا تعالیٰ نے خاص طور پر چن لیا - اور ایسا ہی اپنے مخدوم مولانا مولوی **محمد علی** صاحب ایم اے پلیڈر کو جو خواجہ صاحب کا دایاں بازو رہے ہیں اور اسی طرح **شیخ نور احمد** صاحب بی اے پلیڈر اور شیخ عزیز اللہ صاحب بی اے پلیڈر بھی مبارکباد کے قابل ہیں جنکو خدا نے اس مبارک کام میں ہمت وسعی سے شریک ہونیکا موقع دیا - اور ایسا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فخر جناب **شیخ رحمۃ اللہ** صاحب تاجر بمبئی ہوس بھی خاص مبارکباد کے قابل ہیں جنھوں نے اس مبارک کام میں بہت بڑا حصہ لیا - یہ مقدمات خدا کے فضل و کرم سے پوری صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو پورا کرتے ہوئے خارج ہوئے -

آخر میں ہم جناب منشی میاں غلام حیدر صاحب تحصیلدار جہلم اور جناب دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جہلم کے بھی شکرگذار ہیں جنکی مستعدی اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے ہر طرح امن اور اطمینان رہا - ہم خصوصیت سے صاحبان ممدوح کا ذکر الحکم میں کرینگے - ضلع جہلم کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لیکے لائق اور منتظم تحصیلدار پر جسقدر ناز کریں بجا ہے عالی جناب رائے سنسار چند صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول نے جس دیانت اور معدلت گستری سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا وہ ہمیشہ کے لیے میجر ڈگلس صاحب بہادر حال ڈپٹی کمشنر دہلی کے نام نامی کے ساتھ یادگار رہیگا جنھوں نے ڈاکٹر ریورینڈ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں اپنی بیدار مغزی اور بیدار پالیسی سے انگلش نیشن کی انصاف پسندی کو ظاہر کیا تھا - اگرچہ رائے صاحب موصوف نے جو کچھ کیا اپنا فرض ادا کیا ہے - تاہم وہ ہماری جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں جنکے ذریعہ ایک عظیم الشان نشان پورا ہوا ✱

مختصرًا ہم اپنی جہلم کی جماعۃ کی مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے تین دن تک ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی روزانہ دعوۃ کا فیاضی سے انتظام کیا اور ایسا ہی ہمارے مکرم مخدوم جناب نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے جہلم آتے جاتے وقت جماعۃ احمدیہ کو دعوۃ اور ٹی پارٹی دی - چونکہ ہم یہ سب مفصل حالات الحکم کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع کرینگے سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے -

بالآخر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ستائش کرتے ہیں جسنے محض اپنے فضل سے یہ کامیابی کا نشان دکھایا - اور ہماری دلی دعا ہے کہ وہ ہمیں اس پاک گروہ میں قائم رکھے جسکے لیے اُسنے اپنے مرسل و مامور کو فرمایا فطوبیٰ لمن وجد ورای آمین !! - اے احمدی قوم ! تجھکو مبارک ہو !!! کہ تیرا امام خدا کے وعدوں کے موافق مظفر و منصور ہوا - اور دشمن الہام شاہت الوجوہ کے مصداق ہوئے - الحمد للہ علی ذالک -

الہامات متعلق مقدمہ جو قبل از وقت

بذریعہ الحکم شائع ہوئے -

(۱) یریدون ان یطفئوا نورک یریدون ان یتخطفوا عرضک انی معک و مع اھلک ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(۲) رب کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی جسکے ساتھ تین سندوں والی بھی تھی - ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۳) سلام علیک یا ابراھیم سلام علی امرک صرت فائزاً - ۹ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۴) انی مع الافواج اتی ۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۵) انہ کریم تمشی امامک عادی لک من عادی - ۲۲ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۶) انی صادق صادق و سیشھد اللہ لی ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء -

(۷) یبدی لک الرحمن شیئاً اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیّون یکم جنوری ۱۹۰۳ء -

(۸) جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ آئل جبرئیل ہر فرشتہ بشارۃ دہندہ را -

واشار یعصمک اللہ من العدا و یسطو بکل من سطا - ۲ جنوری ۱۹۰۳ء

(۹) ان وعد اللہ اتی رکل ورکل فطوبیٰ لمن وجد ورای ۹ جنوری ۱۹۰۳ء (۱۰) اریک برکات من کل طرف - شب ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء بمقام لاہور (۱۱) اثرک اللہ علی کل شئ - ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء جہلم میں

راقم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خدمتگذار دلی **شیخ یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم (قادیان دار الامان) ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء وقت شب

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

لازماً اپنے ظاہری الفاظ ہی پر پوری ہوتی ہے تو پھر انکو گویا ماننا پڑے گا یہودیوں کی طرح کہ مسیح ابھی نہیں آئے۔ اور جب مسیح کے آنے کا ہی انکار رہا تو پھر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی انکار کرنا پڑا اور اسطرح پر اسلام ہاتھ سے جاتا ہے اسی لیے میں بار بار اس امر پر زور دیتا ہوں کہ میری تکذیب سے اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اس صورت میں عقلمند سوچ سکتا ہے کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصہ کے رنگ میں مسیح کی آمد ثانی ہے اور ان کا فیصلہ گویا چیف کورٹ کا فیصلہ ہے جو اسکے خلاف کہتا ہے وہ اصرار رہتا ہے اگر حضرة عیسیٰ نے خود آنا تھا تو صاف کہدیتے کہ میں خود ہی آؤں گا۔ یہودی بھی تو اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایلیا کا مثیل آنا تھا تو کیوں خدا نے یہ نہ کہا کہ ایلیا کا مثیل آئے گا غرض جسقدر یہ مقدمہ ایلیا کا ہے اسپر اگر ایک دانشمند صفائی اور تقویٰ سے غور کرے تو صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ کسی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے اور وہ کس رنگ میں آیا کرتا ہے۔

دو شخص بحث کرتے ہیں ایک نظیر پیش کرتا ہے اور دوسرا کوئی نظیر پیش نہیں کرتا تو بتاؤ کس کا حق ہے کہ اسکی بات مان لی جاوے؟ یہی کہنا پڑے گا کہ ماننے کے قابل اسی کی بات ہے جو دلائل کے علاوہ اپنی بات کے ثبوت میں نظیر بھی پیش کرتا ہے اب ہمتو ایلیا کا فیصلہ شدہ مقدمہ جو خود مسیح نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے بطور نظیر پیش کرتے ہیں یہ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو دو چار ایسے شخصوں کا نام لے دیں جن کی آسمان سے اترنے کی نظیریں موجود ہوں مسیح کے حق میں کوئی نہ کوئی نظیر ضرور ہوتی ہے اس مقدمہ میں تنقیح طلب یہی امر ہے کہ جب کسی کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہو تو کیا اس سے اسی شخص کا پھر آنا مراد ہوتا ہے۔ یا اُسکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے اور اسکی آمد ثانی سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی اُسکا مثیل آئے گا۔ اگر اس تنقیح طلب امر میں انکا دعویٰ سچا ہے کہ وہ شخص خود ہی آتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰؑ پر جو الزام عائد ہوتا ہے اُسے دور کر کے دکھا دیں اول یہ انکا فیصلہ فراست صحیحہ سے نہیں ہوا۔ اور دوسرے معاذ اللہ وہ جھوٹے نبی ہیں کیونکہ ایلیا تو آسمان سے آیا ہی نہیں وہ کہاں سے آ گئے۔ اس صورت میں فیصلہ یہودیوں کے حق میں صادر ہوگا۔ اسکا جواب ہمارے مخالف مسلمان ہمکو ذرا دیکر تو دکھائیں۔ لیکن یہ ساری مصیبت اپر اس ایک امر سے آتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم استعارہ نہیں مانتے۔ اصل بات یہی ہے اور وہی فیصلہ حق ہے جو مسیح نے دیا ہے کہ ایلیا کے آنے سے مراد یہ تھی کہ اُسکی خو اور طبیعت پر اُسکا مثیل آئے گا اسکے خلاف ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا مشرق یا مغرب میں پھرو اور ڈھونڈو اسکی نظیر لاؤ کہ دوبارہ آنے والا خود ہی آیا کرتا ہے؟ اس اعتقاد کو دل میں جگہ دوگے تو نتیجہ وہی ہوگا کہ اسلام ہاتھ سے جائیگا۔ مسیح کو یہودیوں نے اسی وجہ سے جھوٹا قرار دیا کیا ہمارے مخالف مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ اسکو جھوٹا قرار دیں؟ پھر ایک اور اعتراض اسی عقیدہ کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مسیحؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے یا وہ قدرتیں اور طاقتیں ان میں موجود تھیں جو انکی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا یا آسمان سے باختیار خود نہ اُتار لیا۔

میرے مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے میرے مخالفوں کو ضرور ہے کہ وہ اس قضیہ کو صاف کرلیں جو مسیح کو پیش آیا اور جس کا فیصلہ انہوں میرے حق میں کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں۔ اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں انکی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جا سکتی لیکن جب انکا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشا تھا اور جو شخص اسکا مصداق ہوتا ہے یا جس کے حق میں ہو انکو اُسکا علم دیا جاتا ہے جیسے فقیہہ اور فریسی بڑی ایلیا کے دوبارہ آنے کا قصہ پڑھتے سنتے تھے اور بڑی نہایت شوق کے ساتھ اسکا انتظار کرتے رہے لیکن اس کی حقیقت اور اصلیت کا علم انکو اس وقت تک عطا نہ ہوا جب تک کہ خود آنے والا مسیح جس کے لیے وہ نشان تھا نہ آگیا۔ تب یہ علم مسیح کو ملا اور اس نے آکر فیصلہ کیا کہ ایلیا کی آمد سے یہ مراد ہے۔

اسیطرح پر حضرة یعقوب علیہ السلام حضرة یوسف علیہ السلام کے فراق میں چالیس سال تک روتے رہے آخر جاکر آپ کو خبر ملی تو کہا انی لاجد ریح یوسف ورنہ اس سے پہلے آپ کا یہ حال تھا کہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے وابیضت عیناہ تک نوبت پہنچی اسی کے متعلق کیا اچھا کہا ہے

کسی پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ ای روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی

ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز کی جنوری کی اشاعت میں فرقہ احمدیہ کی ترقی کے نیچے ایک عجیب نوٹ شائع ہوا ہے جسکا اندراج الحکم کے کالموں میں از بس ضروری ہے بعض احباب کہدیا کرتے ہیں کہ میگزین کا کوئی مضمون الحکم میں درج ہونا نہیں چاہیے یہ انکی غلط فہمی اور حلقہ اشاعت کو محدود کرنے والی رائے ہے اگرچہ انکا یہ مطلب اور مدعا نہیں ہوتا بلکہ انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس سے الحکم یا میگزین کی اشاعت پر بوجہ اتحاد مضامین کوئی اثر نہ پڑے۔ بیشک انکی نیت نیک اور صحیح ہے لیکن اشاعت کو وسیع